خلاصۃ الفوائد

ملفوظات

حضرت خواجہ نور محمد رحمۃ اللہ علیہ مہاروی قبلہ عالم

مرتبہ مؤلف
حکیم محمد عمر مرحوم

ترجمہ
محمد شبیر اختر

اللہ آباد — بہاولپور ڈویژن ڈسٹرکٹ رحیم یار خاں

قیمت:- دو روپے پچاس پیسے

اِنتساب

حضرت نور جہانیاں صاحب سجادہ نشین آستانِ عالیہ قبلہ عالمؒ کے نام

حاصلِ عمر نثارِ رہِ یارے کردم
شادم از زندگیِ خویش کہ کارے کردم

پیش لفظ

عمرہا در کعبہ و بت خانہ مے نالد حیات
تا ز بزم عشق یک دانائے راز آید بروں

کون جانتا تھا کہ چشتیاں سے پانچ میل دور مغرب کی جانب مہاران کی بستی سے رشد و ہدایت کا ایسا آفتاب طلوع ہوگا جس کی شعاعیں چار دانگ عالم میں پھیل جائیں گی اور حضرت مولانا شاہ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ اورنگ آبادی ثم دہلوی سے خلعت خلافت پا کر قبلہ عالم کے ممتاز لقب سے تا قیام قیامت یاد کیا جائے گا۔

حضرت خواجہ نور محمد مہاروی قبلہ عالم حفظ قرآن کی نعمت غیر مترقبہ سے بہرہ اندوز ہوتے ہی علوم دینی کی تلاش میں گھر سے نکل کھڑے ہوئے۔ لاہور میں حضرت محکم الدین سیرانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ چند روز رہ کر دہلی پہنچ گئے۔

اُن دنوں دہلی سیاسی بدحالی کے باوجود بھی علم وادب کا گہوارہ تھی علمِ دین کے مدارس کی یہاں کمی نہیں تھی۔ ہر طرف سے جوہرِ علم کے متلاشی یہاں آکر امید میں کا دامن بھر رہے تھے دہلی میں اُن دنوں نواب غازی الدین کے مدرسہ کو کافی شہرت حاصل تھی۔ قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اُسی مدرسہ میں داخلہ لے لیا اور حافظ زخود راجی علیہ الرحمۃ سے کافیہ کے اسباق پڑھنے لگے حصولِ تعلیم کا یہ سلسلہ قطبی تک پہنچا ہی تھا کہ حافظ صاحب موصوف کو اپنے گھر جانا پڑ گیا حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کا سلسلہ تعلیم بیک لخت منقطع ہو گیا اور آپ محزونِ خاطر ہو گئے۔

حافظ محمد صالح ساکن بھیرہ نے آپ سے اندوہ و ملال کی وجہ دریافت کی تو آپ نے سب حقیقت حال سنا ڈالی۔ جس پر حافظ صاحب نے آپ سے کہا کہ ابھی دکن سے ایک بڑا عالم پیرزادہ یہاں آیا ہے اُس نے کہہ رکھا ہے کہ جسے حصولِ علم کا شوق ہو وہ میرے پاس چلا آئے انشاء اللہ تعالےٰ اُس کی آرزو پوری ہو گی۔ چنانچہ دونوں حضرات پیرزادہ صاحب کے مکان پر چلے گئے۔ وہاں پہنچنے پر معلوم ہوا کہ پیرزادہ شاہ فخر الدین صاحب خانم بازار تشریف لے گئے ہیں بصد مایوسی دونوں واپس چلے آئے۔ پھر دوسرے روز بعد از نماز ظہر حضرت قبلہ عالم تنہا ملنے کے لیے روانہ ہوئے۔ حویلی کے

دروازہ پر پہنچے تو دربان کو بیٹھا ہوا پایا ناواقفیت کی وجہ سے اندر جانے میں مذبذب ہوا کچھ دیر سوچ کر پھر ہمت کر کے حویلی کے اندر داخل ہو گئے بخت ساز گار تھا۔ جونہی شاہ صاحب کی نگاہ ان پر پڑی فوراً اپنے پاس بلا لیا بڑی محبت سے پیش آئے پوچھا تمہارا وطن کہاں ہے۔ آپ نے جواب میں کہا نواح پاکپتن کا رہنے والا ہوں یہ ملاقات گو ابتدائی حالت میں بالکل اجنبی حیثیت کی حامل تھی لیکن قسام ازل نے پہلے ہی سے اس ملاقات کو روحانی شناسائی کی تمہید دے رکھی تھی۔ شاگرد و استاد کی آنکھیں جب ایک دوسرے سے ٹکرائیں تو انہوں نے باہمی عمر بھر کے عہد باندھ لیے اجنبیت کے تمام رشتے ٹوٹ کر تارِ عنکبوت کی حیثیت اختیار کر گئے اور حضرت شاہ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے علم ظاہری و باطنی کے گنج گرانمایہ کی کلید آپ کے سپرد فرما دی۔

روایات کے لحاظ سے قبلہ عالم کے علم کی انتہا قطعی معلوم ہوتی ہے مگر حالات کے مجموعے بتلاتے ہیں کہ آپ علوم حقی و عقلی پر دسترس کامل رکھتے تھے استاد و مرشد سے فرمان رخصت پا کر جب آپ مہاران شریف میں سجادۂ ارشاد بچھایا تو ہجوم خلقت میں علما اور صلحا کی ایسی جماعت کے بھی نشان ملتے ہیں جس نے حدیث

وفقہ اصول ومنطق، حکمت وفلسفہ اور تصوّف کے نکتہ ہائے دقیق کے رموز آپ سے حاصل کیے ہیں۔ اور باوجود کمال علم کے بھی اپنے کو یہاں پر طفل مکتب سے تعبیر کیا ہے۔

مناقب فخریہ کے مصنّف نے کیا خوب لکھا ہے۔

"منہا اتم مریدمرداں حضرت ومقبول حضرت اللہ ومحبوب جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مرشد آفاق وہادی اقوام ومامور از حضرت رسالت بتربیت خلائق مشغول بحق۔ فارغ از علائق مخدومنا ومولانا خواجہ نور محمد است مدظلہ العالی کہ چندیں ہزار کس نعمت از خوانِ او یافتہ ولذّت از مائدہ او چشیدہ[1]"

گویا حضرت بابا فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ کے بعد اٹھارویں صدی میں چشتیہ نظامیہ سلسلہ کی پُرخلوص تبلیغ کا سہرا آپ کے سر ہے۔ اور پنجاب میں ان سے پہلے کسی نے اس سلسلہ کی ترویج میں ایسی جدوجہد نہیں کی جیسی کہ حضرت خواجہ نور محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی ہے۔

[1] مناقب فخریہ (ص ۲۹)

مناقب المحبوبین کے فاضل مصنّف نے کیا ہی صحیح لکھا ہے۔

پس اوّل سلسلہ بعد از حضرت گنج شکر و اولاد و خلفا ایشاں سلسلہ بریں ملک مذکور از حضرت خواجہ نور محمد مہاروی بود کہ چنداں فیض ازیں جناب در ملک پنجاب و سندھ وغیرہ انتشار یافت کہ در ہر قریہ و شہر و بلدہ درویشان غلامان آں حضرت و غلامانِ غلام آنحضرت صاحب ذوق و وجد و سماع و صاحب خانقاہ موجود اند و جوق در جوق گروہ علما آمدہ ربقہ اطاعت و غلامی آنجناب با عتقاد تمام در گردنِ خود انداختہ داخل سلسلہ چشتیہ نظامیہ شدند[1]

ع۔ قافلے بادِ بہاری کے جدھر جاتے ہیں
پھول تو پھول ہیں کانٹے بھی نکھر جاتے ہیں

حضرت مولانا شاہ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے اس محبوب ترین مرید کی فیض رسانیوں کا کیا کہنا تونسہ آج تک ان کی گرمیٔ محفل کی چنگاریوں سے منوّر اور کوٹ مٹھن اور چاچڑاں ان کی رُوحانی عظمت کا آئینہ دار ہے۔

[1] مناقب المحبوبین (ص ۱۰۶)

ملتان میں حضرت حافظ جمال محمد علیہ الرحمۃ کے علاوہ جلال پور، گولڑہ، مکھڈ اور احمد پور میں بھی اسی نورِ محمد کا نورِ حق جلوہ فرما ہے۔ گویا ؎

ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامنِ دل میکشد کہ جا اینجا ست

حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے دربارِ گہربار میں لاریب عشقِ رسول اللہ اور توحیدِ خدا کی ایسی تعلیم دی جاتی تھی جو دنیا و مافیہا سے بے نیاز کر کے صرف شریعت و طریقت کی راہنمائی کرتی تھی۔ وہاں نہ تو کسی کا سرمایہ دارانہ زعم کام آسکتا تھا اور نہ ہی کسی کا علمی گھمنڈ۔ بلکہ بساطِ دنیا پر ناز کرنے والوں سے نفرت اور اللہ کے حضور میں جبینِ نیاز رکھ دینے والوں پر رحمت و عطوفت کی بارش ہوا کرتی تھی۔

تکملہ سیر اولیاء میں آپ کے خلیفہ حضرت شاہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ

قبلہ عالم را قدس سرہٗ از صحبت دنیا داراں بسیار نفرت بودے۔

قبلہ عالم کی خانقاہ میں حاضر ہونے والوں کے ذہن کی ہر طرح سے تربیت کی جاتی۔ اتباعِ سنت کا یہ حال تھا فرماتے

غالب را موافق شریعت کردن و انضمام غالب با اتباع شریعت

است و عوام را پرستش ازیں خواہد بود۔

اور وحدت وجود کے مسئلہ میں آپ کا مسلک حضرت شاہ کلیم اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق تھا عوام کا اس پر گفتگو کرنا آپ کو پسند نہیں تھا اور فرماتے تھے

برامم ماضیہ کہ حوادث واقع می شدند محض برائے اظہار وحدت وجود۔

حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے حالات ہمیں بتلاتے ہیں کہ وہ حقائق و معارف کے ایسے بحر بیکراں تھے کہ جس کے تموج میں بھی اعتدال نمایاں تھا جس کا اثر یہ تھا کہ ہر مذاق کا انسان ذہنی اور طبعی اصلاح حاصل کرتا اور عمر بھر کے لیے حلقۂ ارادت میں منسلک ہو جاتا۔

مجھے فخر ہے کہ آج میں اُسی مقدس ہستی کے ملفوظاتِ گرامی کا فارسی سے اردو زبان میں ترجمہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں تاکہ آپ کے فرمودات مقدسہ سے ہم اصلاح نفس کر سکیں۔

ملفوظات کا یہ مجموعہ جو خلاصۃ الفوائد کے نام سے موسوم ہے قاضی حکیم محمد عمر علیہ الرحمۃ نے اُس وقت ترتیب دیا جبکہ انہیں بارگاہ قبلہ عالم میں پے بہ پے باریابی

کے مواقع میسر آتے رہے۔

یہ ملفوظات فارسی زبان میں محرم ۱۲۷۰ھ میں لکھے گئے ہیں جن پر آج ایک سو پانچ برس کا عرصہ گزر چکا ہے۔ امتدادِ زمانہ کے باوجود بھی یہ ملفوظات اپنی نوعیت و افادیت میں یگانۂ روزگار ہیں۔

موجودہ دَور میں ایسے نادر ذخیرہ کا ملنا تقریباً ناممکن سی بات ہے مگر اس نسلِ پاک کے برگزیدہ فرزند حضرت خواجہ نورجہانیاں مدظلہ العالی سجادہ نشین دربارِ عالیہ قبلہ عالم کی توجہ کا نتیجہ ہے کہ ہم ایسی نایاب اور گرانمایہ دولت سے مستفیض ہو رہے ہیں۔

حضرت نورجہانیاں زاد اللہ شرفہ جو چراغ مقبلاں ہر گز نمیرد کی جیتی جاگتی تصویر، علم دین اور زہد و اتقا کا مجسمہ ہیں از راہ کرم مجھے ملفوظات کے ترجمہ کے لیے منتخب فرما کر یوں جانیے۔ کہ ثری کو ثریا کا مقام بخشا ہے میں اُن کی اس نوازش پر سراپا تشکر ہوں۔

ترجمہ میں مفہوم اور الفاظ کی معنوی حیثیت کو قائم رکھنے کی کوشش کی گئی ہے لیکن پھر بھی بہت ممکن ہے کہ انسانی لغزشوں نے کہیں کہیں ٹھوکر کے سامان

جمع کر دیئے ہوں اور میں نے پورا حق ادا نہ کیا ہو ع

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

اس لیے قارئینِ کرام سے متوقع کوتاہیوں کی معذرت چاہتا ہوں

ے

ہم بڑی چیز سمجھتے تھے پہ میخانے میں

نکلا اک جام کی قیمت بھی نہ ایمان اپنا

وما توفیقی الا باللہ

۵ر نومبر ۱۹۶۱ء

ننگ اسلاف اختر عفی عنہ

الہ آبادی

حق موجود
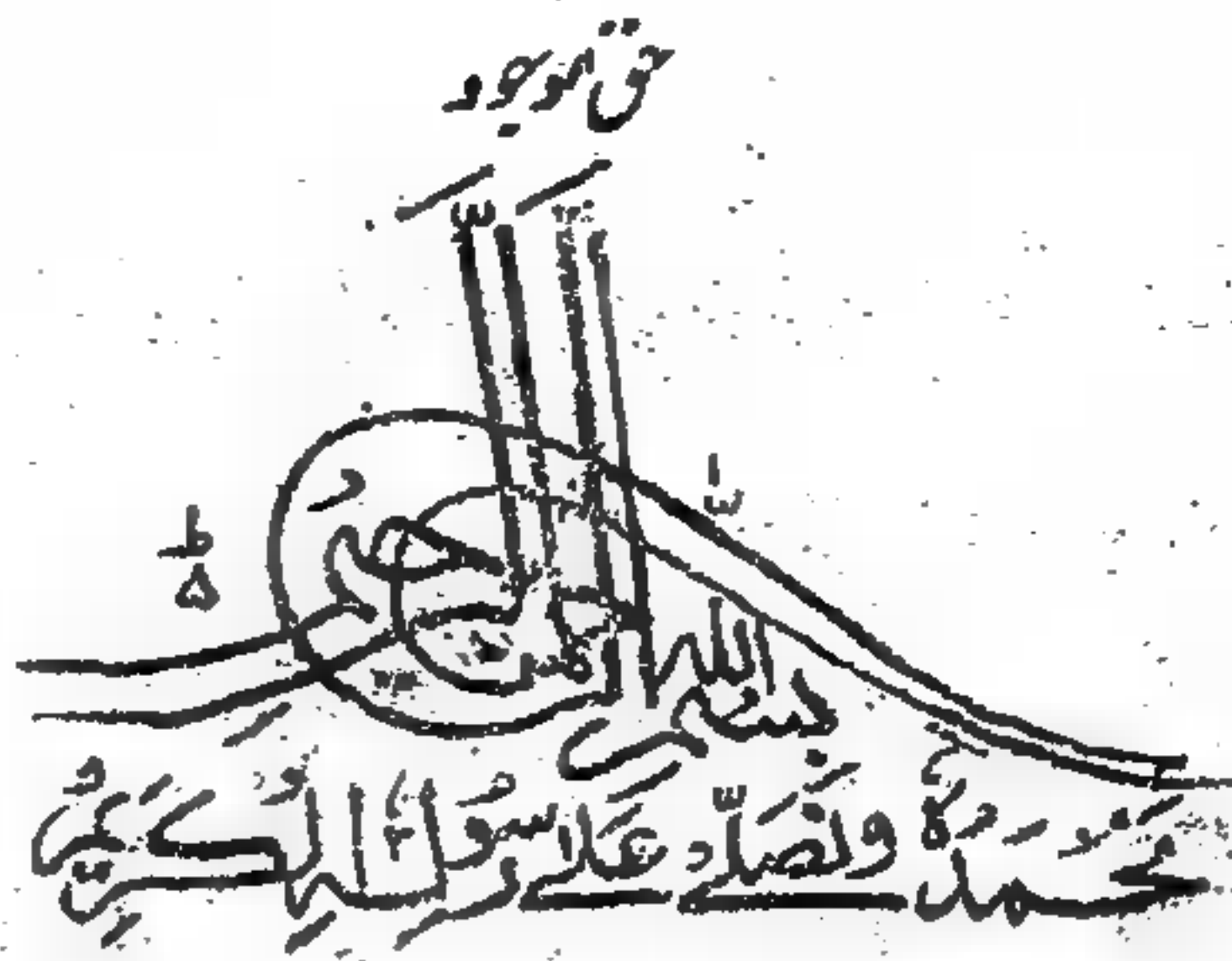
سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین وامام المرسلین وخاتم النبیین محمدٍ وآلہٖ واصحابہٖ اتباعہ اجمعین

یہ ضعیف بندہ جو قاضی محمد عمر حکیم کے نام سے مشہور ہے نے حضرت شیخ المشائخ غیاث العاشقین سند الواصلین منبع انوار صمد مظہر اسرار احد شیخ الاسلام نور الحق والدین مولانا وسیدنا وشیخنا خواجہ نور محمد رضی اللہ عنہ کی زبانِ حقیقت ترجمان سے جو کچھ سنا ہے اُسے جمع کر کے قید تحریر میں لایا ہے اور اس کا نام خلاصۃ الفوائد رکھا ہے جو دو باب پر مشتمل ہے باب اوّل حضرت کے ملفوظ گرامی پر ہے اور دوسرا اُن مسائل پر جو آپ کے مطالعہ کتب

کا حاصل ہے حتیٰ کہ ان کتابوں کی عبارت بھی لکھ دی گئی ہے جو آپ نے تلاوت فرمائی۔
گرچہ حضرت کے فرمودات کو پوری طرح سمجھنا میری دسترس فہم سے باہر تھا مگر پھر بھی بغیر کسی افراط و تفریط الفاظ کے اُن کو قلمبند کر دیا ہے ممکن ہے کہ صاحب مطالعہ اہل نسبت ہو اور رُبّ مبلغ اوعی من سامع کے تقاضا کے مطابق مدعا حاصل کر سکے۔

بارہا مجھے موضع مہاراں شریف (جہاں سید العارفین کی قیام گاہ تھی) میں جانے کا اتفاق ہوا اور حضور سراپا نور کی صحبتوں سے مستفید ہونے کا موقعہ ملتا رہا حتیٰ کہ جب حضرت شیخ المشائخ محب النبی محبوب رب العالمین مولانا فخر الدین رض کی خبر وصال پہنچی تو میں وہاں موجود تھا۔ اس خبر سے جو کچھ حضرت قبلہ عالم کے نفس مقدس اور حاضرین مجلس پر گزرا وہ بیان سے باہر ہے۔

اس سانحہ کے بعد حضرت قبلہ عالم اکثر حضرت مولانا کی حکایات اور بے نہایت اوصاف جمیلہ کا ذکر فرماتے رہتے۔

ایک دن قدوۃ العارفین میاں نور محمد صاحب نارووالہ جو قبلہ عالم کے خلفا میں سے تھے نے مجھے فرمایا کہ جب حضرت فراغت میں ہوں تو مجھے اطلاع کرنا کہ کچھ عرض کرنا ہے چنانچہ ایک رات میں نے حضرت کو فارغ پا کر میاں صاحب نارووالہ کو اطلاع کی

وہ اور میں دو نو قبلہ عالم کے حضور حاضر ہوئے آپ چارپائی پر جلوہ فرما تھے اس کے مقابل والی

چارپائی پر خلیفہ صاحب بیٹھ گئے میں قبلہ عالم کے پاؤں ملنے لگا حضرت خلیفہ صاحب نے

عرض کیا کہ جب سے حضرت مولانا نے وصال فرمایا ہے آپ پر بے حد غم اور اضطراب طاری

ہے میں تسکین خاطر کے لیے کیا کچھ عرض کر سکتا ہوں بلکہ تمام لوگوں کو آپ کی ذاتِ مقدس

سے تلقین چاہیے۔

قبلہ عالم نے فرمایا ایسے شخصوں پر لفظ (ممات) کبھی نہیں آسکتا بلکہ یہ ایک مفارقت

ہے۔ اور اس مفارقت سے اللہ تعالےٰ ان کا فیض بند نہیں کرتا ان ہی الفاظ کو آپ نے کئی بار

دُہرا کر فرمایا تم لوگ جانتے ہو کہ اس کا علاج بھی مولانا نے پہلے ہی سے فرما دیا تھا۔ کہ مجھے

یہاں پہنچ کر مفارقت کی کیفیت سے آشنا فرمایا اور پھر تمام امور حتیٰ کہ رہائش اور شادی

بھی آپ کے ایمائے مبارک سے عمل میں آئی۔ ورنہ مجھے اس طرف کوئی التفات نہ تھا اور یہ

بھی فرمایا کہ تسکین بھی حسب مشیت ہے۔ جیسا کہ ذاتِ شریف خلاصہ موجودات حضرت رسالت

مرتبت آفتاب ہدایت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے اپنے یہاں بلا لیا اگر آپ تا دورِ

قیامت بعالم ظاہر جلوہ فرما رہتے تو ہر کوئی فیض یاب زیارت ہوتا مگر تقدیر میں ایسا نہ

تھا انہوں نے پردہ کرنا اختیار فرمایا۔ اور اسی میں جو چاشنی اور لذت پائی وہ محتاج بیان

نہیں حضرتِ رسالت مآب کے وصال پر بعض صحابہ کی طبیعت میں یہ اثر ہوا کہ وہ مدینہ منورہ میں داخل بھی نہ ہوسکے۔ اسی اثنا میں خلیفہ صاحب نے عرض کیا کہ ہاں حضور۔ جیسا کہ حضرت امیر المؤمنین حضرت امیر عمر رضی اللہ عنہ تلوار کھینچ کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اگر کسی نے میرے سامنے یہ کہا کہ سرکارِ دوعالم فوت ہوگئے ہیں تو میں اس کا سر قلم کر دونگا۔ جس پر قبلہ عالم نے فرمایا اصحابِ کرام ایسے ہی تھے اُن کے برابر کوئی نہیں ہو سکتا مگر وہ باوجود اس کمال کے بھی اس قدر لاچار اور بے اختیار ہوگئے اور اُن میں سے بعض صحابہؓ نے عمل تسکین سے کام لیا۔ جیسی اس کی مشیت ہوتی ہے وہی کچھ ظاہر ہوتا ہے عوام کہتے ہیں کہ دین گم ہو گیا ہے مجھے ان کے اس کہنے پر تعجب ہوتا ہے وہ نہیں جانتے کہ دوسرے پیغمبروں کا دین ان کے انتقال کے بعد کتنی مدت اور کب بارہا ہے۔ الحمد للہ یہ دین اس قدر اشرف ہے کہ قیامت تک رہے گا۔

ایک رات حضرت نے فرمایا کہ ان دنوں مجھ پر اس قدر افسردہ دل اور تکلیف لاحق ہے۔ چاہتا ہوں کہ جنگل کی سمت نکل جاؤں نہ کوئی مجھے دیکھے اور نہ میں کسی کو دیکھوں۔

ایک روز فرمایا کہ حضرت مولانا کی ذات پاک میں کیا کمال تھا کہ جس طرح دہلی میں تشریف لائے اُسی طور پر پاک وصاف دنیا سے رحلت فرما گئے نہ کسی سے لینا ٹھہرا اور نہ کسی کا دینا۔ اپنے بعد یہ جھگڑا ہی نہ چھوڑا۔ تمہارا مزاج کے زمانے میں کسی نے دکن سے دو ہزار روپیہ کی

ہنڈی بطور نذر بھیجی تو آپ نے اسی وقت بارہ سو روپیہ قرض ادا کیا جو لنگر کے خرچ میں آیا تھا اور باقی آٹھ صد روپیہ مستحقان میں تقسیم فرما دیا۔ آپ کی موجودات میں بجز کتابوں کے اور کچھ نہ تھا۔

ایک دن فرمایا کہ کامل انسان عالم کا جامع ہوتا ہے جب وہ فوت ہو جاتا ہے تو تمام جہان فنا ہو جاتا ہے۔

ایک روز حضرت خلیفہ صاحب علیہ الرحمۃ نے عرض کیا کہ ایک شخص نے حضرت مولوی صاحب کی تاریخ وصال محب نبی ہادی محمد فخر الدین کے الفاظ سے نکالی ہے تو حضرت قبلہ عالم نے فرمایا کہ یہی لفظ مبارک محب نبی جو کہ حضرت مولوی صاحب کا لقب ہے۔ کوئی واقعہ نہ تھا کہ ایک دن حضرت مولوی صاحب علیہ الرحمۃ والغفران نے فرمایا ہم عرس کے دن حضرت مخدوم نصیر الدین محمود رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک پر گئے تو دیکھا کہ رات کے وقت مخدوم صاحب نے لنگر سے تھوڑا سا عرس کا تبرک اپنے ہاتھ سے مجھے دیا اور فرمایا کہ تم محب نبی ہو چونکہ یہ لقب حضرت مخدوم صاحب کی زبان درفشاں سے صادر ہوا ہے اسلیے مجھے بہت ہی مرغوب اور پسند ہے۔

ایک رات قبلہ عالم رح نے فرمایا کہ جب ابتدائی زمانے میں دہلی میں پڑھتا تھا اور رات کو مدرسہ کے حوض کے کنارے سو جاتا تھا تو حافظ محمد اصلح ساکن بھیرہ خوشاب بھی اپنی چارپائی

وہاں ڈال کر سو رہتا تھا اور کبھی کبھی اپنے پس خوردہ میں سے مجھے روٹی کا ٹکڑا دے دیا کرتا

میں ان ایام میں بہت متفکر اور پریشان رہنے لگا کبھی تو دکن جانے کا ارادہ کرتا اور

کبھی حاجیوں کے ہمراہ مدینہ منورہ جانے کا عزم کرتا تھا۔ ایک رات حافظ مذکور نے دریافت

کیا کہ تم کیوں اندوہگین رہنے لگے ہو میں نے کہا کہ مشفق و مہربان استاد وطن کو چلے گئے ہیں

تحصیلِ علم پوری طرح نہیں ہو رہی اس وجہ سے اضطراب میں ہوں حافظ موصوف نے

کہا کہ چند روز ہوئے ہیں یہاں دہلی میں ایک عالم بزرگ پیرزادہ دکن سے تشریف لائے ہیں۔

اور فرماتے ہیں جس کسی نے بھی علم پڑھنا ہو میرے ہاں چلا آئے۔ میں نے یہ بات دل میں رکھ

لی۔ قلندر بخش نامی شخص جو ہمیشہ میرے پاس آ کر کتاب قافیہ کا تکرار کرتا تھا اس سے میں نے

پوچھا کہ تمہارے نان ونفقہ کی کیا صورت ہے تو اس نے بتلایا کہ ایک فاضل پیرزادہ دکن

سے یہاں تشریف لایا ہے اس کے ہاں جا کر کھانا کھا لیتا ہوں۔

میں نے اس سے کہا کہ کل ہم دونوں ان کی خدمتِ گرامی میں چلیں گے صبح کے وقت

ہم دونوں کے درِ اقدس پر پہنچے تو خوشحال نامی شخص جو حویلی کے دروازہ پر بیٹھا تھا سے

دریافت پر معلوم ہوا کہ حضرت مولانا اس وقت جلوہ فرما نہیں ہیں ہم دونوں واپس چلے

آئے۔ چونکہ میں نے راستہ دیکھ لیا تھا دوسرے روز ظہر کے وقت تنہا مولانا کی خدمت

میں روانہ ہوا جب حویلی شریف کے دروازہ پر پہنچا تو ایک دربان کو بیٹھا ہوا پایا چونکہ وہ میرا ناواقف تھا اس لیے پہلے اندر جانے کی ہمت نہ پڑی لیکن جب بہت سے لوگوں کو اندر آتے جاتے دیکھا تو میں بھی اندر چلا گیا۔ حویلی کے اندرونی حصہ میں ایک اور دروازہ تھا اس کے مقابل میں ایک دالان تھا اس دالان پر تخت پوش بچھا ہوا تھا اس پر سفید چاندنی اور ایک بڑا تکیہ لگا ہوا تھا جس پر حضرت مولانا جلوہ آرا تھے۔

میں چونکہ پریشان خستہ حالت دریدہ لباس اور پراگندہ مو تھا اس لیے اندیشہ ہوا کہ مجھ پر شاید کسی کی نظر کرم ہو۔ مگر جونہی حضرت کی نگاہ کیمیا اثر مجھ پر پڑی۔ اپنے ہاں بلایا اور جب میں قریب ہوا تو تخت پوش سے نیچے اتر کر ایسے بغل گیر ہوئے جیسے مدت کے بچھڑے ہوئے دوست ہم بغل ہوتے ہیں اور پھر تخت پوش پر اپنے نزدیک بٹھا کر دریافت فرمایا کہ تمہارا وطن کہاں ہے۔ میں نے عرض کیا کہ نواح پاکپٹن کا رہنے والا ہوں۔ فرمایا۔ کیا بابا صاحب کی اولاد میں سے ہو عرض کیا نہیں لیکن پاکپٹن کا نام سن کر آپ بہت ہی مسرور خاطر ہوئے اور فرمایا یہاں آنے کی غرض و غایت کیا ہے۔

عرض کیا کہ میں نے سنا ہے حضور درس و تدریس سے لوگوں کو نوازتے ہیں۔ میں بھی یہی تمنا لے کر آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا پہلے کہاں پڑھتے رہے ہو۔ میں نے مولوی برخوردار صاحب

کا نام لیا۔ ارشاد ہوا۔ عرصہ سے میں نے پڑھنا پڑھانا ترک کر رکھا ہے فی الحال ان ہی سے سبق لیتے رہو اور یہاں آ کر اس کا اعادہ کر لیا کرو۔ میں نے گزارش کی کہ حضرت ان کے اور آپ کے مکان کے درمیان بہت سا فاصلہ ہے آنے جانے میں وقت ضائع ہو گا آپ نے تبسم فرمایا اور یہ شعر پڑھا ؎

۱۸۱۷ء

ما برائے وصل کردن آمدیم　　نہ برائے فصل کردن آمدیم

الغرض بڑی نوازش اور محبت سے پڑھانا شروع فرما دیا۔ سبحان اللہ آپ کیا ہی بحر علم تھے چند روز کے بعد ارشاد ہوا کہ ہم حضرت خواجہ صاحبؒ کی زیارت کے لیے جاتے ہیں چار پانچ روز وہاں ٹھہریں گے۔ تم یہاں رہو بندہ نے ہمرکاب رہنے کی اجازت چاہی تو استدعا قبول فرما لی گئی قلندر بخش بھی ساتھ ہو لیا۔ القصہ حضرت خواجہ صاحب کی زیارت سے جب ہم مشرف ہو چکے اور حضرت مولوی صاحبؒ نے مراجعت کا قصد فرمایا تو بندہ نے عرض کیا کہ میں چند روز مزید یہاں خواجہ صاحبؒ کے مزار شریف پر ٹھہرنا چاہتا ہوں تو مولانا نے فرمایا کہ تمہارے دوست مجھ سے تمہارا مطالبہ کریں گے اور وہ پریشان ہوں گے ہمارے ساتھ چلے چلو ان سے رخصت لے کر واپس آ جانا چونکہ مجھ پر شوق غالب تھا اس لیے رخصت کے حصول پر اصرار کیا تو آپ نے اجازت دے دی اور خرچ کے لیے بھی کچھ عنایت فرمایا اور میاں نور اللہ

داروغہ لنگر کو ہدایت فرمائی کہ یہ چند روز یہاں رہے گا لنگر کی کھچڑی میں سے اس کا حصہ اس کے
مکان پر پہنچاتے رہنا۔ پھر میرے ہاتھ کو پکڑ کر چار یار ان کی قبر تک لے آئے۔ میں نے عرض کیا کہ
مجھے کوئی چیز پڑھنے کی مرحمت فرمائیے آپ نے فرمایا۔ ہم تو غلام ہیں تم ہماری بزرگی سے کب
واقف ہوئے ہو۔ اور ایک وظیفہ بھی عنایت فرمایا اور اپنے مکان کی جانب تشریف لے
گئے اس کے بعد میرے وہ دوست جو میرے ہم مکتب تھے میرے یہاں آکر اصرار و درجح
کرنے لگے کہ تم تو چاپہ کشی میں مصروف ہو گئے اور ہم تیرے انتظار میں ماہی بے آب کی طرح
تڑپ رہے ہیں۔ ہم ایک دوسرے سے موانست کی راہ و رسم رکھتے ہیں تم ہمارے ساتھ
ضرور واپس چلو چنانچہ میں ان کے ساتھ واپس چلا آیا جب حضرت مولوی صاحب کی زیارت
سے مشرف ہوا تو آپ نے اپنی دوش مبارک سے سفید دوپٹہ اتار کر مجھے مرحمت فرمایا۔

ف

ایک روز ایک شخص نے قبلہ عالم کے حضور میں عرض کیا کہ آپ دہلی میں حضرت مولانا
کی خدمت میں کس وقت مشرف ہوئے آپ نے فرمایا جب پہلے مولوی صاحب دہلی میں
تشریف فرما ہوئے تقریباً چھ ماہ کا عرصہ ان کے قیام پر گزرا ہوگا دو ماہ رمضان شریف
سے قبل حضرت سلطان التارکین کے عرس کے دن میں خدمت عالیہ میں حاضر ہوا، اور

شرف بیعت حاصل کیا۔ حضرت مولوی صاحب قبلہ نے بارہ ماہ ذیقعدہ کو حضرت شیخ صاحب کا عرس کیا۔ چودہ ذیقعدہ کو پاکپتن شریف کی طرف روانہ ہوئے۔ چار رات پانی پت میں اور آٹھ رات لاہور میں رونق افروز رہے۔ اس کے بعد منزل بہ منزل پاکپتن شریف کو آئے چنانچہ تمام ذوالحجہ راستہ میں ختم ہوا۔ جب حدود پاکپتن شریف میں قدم رکھا تو وہ رات پہلی ماہ محرم کی تھی۔ آپ صبح کے وقت پابرہنہ پاک پٹن شریف پہنچ کر محفل سماع میں داخل ہوئے اور ہم آپ کے پیچھے آپ کی جستجو میں پھرتے رہے لیکن آپ کو نہ پا سکے۔ حضرت مولانا تقریباً دو ماہ اور گیارہ دن پاک پتن میں قیام پذیر رہ کر پھر دہلی کی جانب روانہ ہوئے۔ بندہ بھی آٹھ نو ماہ دہلی میں حضرت والا منزلت کی خدمت میں رہتا تھا اور چند ماہ کے لیے اپنے وطن لوٹ آتا تھا۔ اسی طور یہ مدت گزار ڈالی۔

حضور کے دہلی میں ورود مسعود کے وقت پہلے میں ہی بیعت ہوا ہوں۔ اسی وقت حضرت حافظ جمال محمدؒ صاحب جو کہ قبلہ عالم کے خلفا میں سے ہیں نے عرض کیا کہ حضرت مولوی صاحبؒ کی بیعت کیے ہوئے آپ کو کتنا عرصہ ہو گیا ہے۔ فرمایا پینتیس ۳۵ برس اور یہ سخن قبلہ عالم سے ۱۱۹۹ھ میں سنا گیا اور آپ کا وصال مبارک ۱۲۰۵ھ ۳ ذوالحجہ کو ہوا۔ ایک روز اس آسمان کرامت نے فرمایا کہ جب حصول بیعت کے لیے حضرت مولانا کی

خدمت میں عرض پرداز ہوا کہ پہلے درود شریف پڑھ کر استخارہ کر لو جو کچھ اشارہ میں تمہیں معلوم ہوگا اس کو عمل میں لایا جائے گا کیونکہ ہمارا دستور یہی ہے۔ فرمان کے تابع رات کے وقت میں درود پڑھ کر سو گیا تو خواب میں دیکھا کہ ایک شخص نے پکا ہوا طشت میرے ہاتھ میں دیا اور قبلہ عالم کا جبہ میری گردن میں ڈال کر وہ آگے چلنے لگا اور میں اس کے پیچھے صبح کو جب میں حضرت مولوی صاحب کی زیارت کے لیے گیا تو آپ نے فرمایا کہ رات کے استخارہ کی حقیقت سناؤ جو کچھ معلوم ہوا تھا عرض کیا گیا چند روز کلمہ استغفار پڑھنے کا امر فرمایا اس کی تکمیل بعد حضرت خواجہ صاحب کے مزار مبارک کے قریب ایک در قبر پہ لے جا کر خلعت بیعت سے سرفراز فرمایا۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔ چنانچہ بندہ دوسری مرتبہ دہلی گیا تو حضرت مجھے لا کر ایک روز خواجہ صاحب کے مزار مبارک کے لیے تشریف لے گئے میں بھی ہمراہ تھا ارشاد ہوا اس مکان کو یاد رکھنا میں نے عرض کیا حضور مجھے یاد ہے۔

ف۔

ایک رات حضرت قبلہ عالم حضرت مولوی صاحب کے اخلاق حمیدہ اور یادداشت کا ذکر فرما رہے تھے کہ اسی اثنا میں خلیفہ صاحب نے عرض کیا کہ اس مرتبہ جب ہم آپ کے ہمراہ حضرت مولوی صاحب کی خدمت میں مشرف ہوئے تو انہوں نے ہماری پاس خاطر کے لیے

ہر ایک کو خلعتِ خاص سے سرفراز فرمایا اور کتاب کے ایک لفظ کے بارے میں فرمایا
کسی دوسرے وقت سمجھا دیا جائے گا۔ چنانچہ بندہ رات کے وقت چراغ پر مطالعہ کر رہا
تھا کہ مولانا میرے نزدیک تشریف لائے اور اسی لفظ کو یاد فرمایا۔ مولوی میاں محمد اکرم کو
بھی طلب فرمایا اور اس کے بعد لفظ مذکور سمجھایا۔ کیا عجیب خلق عظیم تھا کہ جب ہم عرض کرتے
تھے تو آپ فرماتے کہ تمہارا کیا ارشاد ہے اور آپ اپنے ارشاد کو لفظ عرض سے تعبیر کرتے۔

پس حضرت قبلہ عالم نے فرمایا کہ مجھے آپ کی بیعت ہوئے تقریباً ۲۵ سال ہوئے ہیں جو
کچھ آپ نے ارشادات فرمائے ہیں مجھے اس وقت سے تا ایں زمانہ سب کے سب یاد ہیں چنانچہ
ابتدا میں حضرت مولوی صاحب نے مجھے ایک عمل پڑھنے پر مامور فرمایا۔ اس پر ایک پہر یا
قدر نصف پہر کے صرف آتا تھا میں نے اس کو سالہا سال تک پڑھا ہے سفر اور حضر میں
بھی قضا نہیں کیا اور کوئی اثر نظر میں نہیں آیا۔ ایک مدت بعد حضرت مولانا نے پوچھا کہ
تو فلاں ورد پڑھتا ہے عرض کیا کہ ہاں پڑھتا ہوں۔ فرمایا اس کے فوائد میں سے کچھ ظہور
میں آیا ہے۔ میں نے عرض کیا نہیں تو ارشاد ہوا کہ کم پڑھا ہوگا جبین تسلیم جھکا دی چند روز
کے بعد استفسار فرمایا کہ اب کسی چیز کا اثر معلوم ہوتا ہے تو عرض کیا کہ نہیں۔ فرمایا آئندہ
کے لیے اس کا پڑھنا موقوف کر دو چنانچہ تعمیل فرمان میں ترک کر دیا گیا معاً ترک کرنے کے

اس کے آثار ظاہر ہونے لگے بلکہ اب تک ظہور میں آرہے ہیں اور اب اس کو جو میں پڑھنا چاہتا ہوں تو نہیں پڑھ سکتا اس پر خلیفہ صاحب نے عرض کیا کہ حضرت مولانا کے فرمان امتناع کے تحت حضور اس کو نہ پڑھیں۔

ف۔

میں نے ایک رات قبلہ عالم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ حضور پہلی مرتبہ دہلی میں کس اتفاق کے ساتھ گئے تھے اور حضرت مولوی صاحب رضی اللہ عنہ کی دہلی میں تشریف آوری سے قبل کس بزرگ سے تحصیل علم فرماتے تھے۔ اور کونسی کتاب پڑھتے تھے ازراہِ کرم حضور نے فرمایا کہ ہم پہلے پڑھنے کی خواہش سے میاں محمد قاسم کیساتھ دہلی گئے جب وہاں پہنچے تو میاں قاسم بجانب بریلی روانہ ہو گئے اور میں ایک بزرگ مولوی برخوردار کے ہاں پڑھنے لگا مولوی برخوردار خوب مرد صاحب نسبت تھے اور پنج روپیہ یومیہ کے روزدار اور سلسلہ چشتیہ میں داخل تھے ہر روز ایک دفعہ طعام کھاتے یعنی آٹھویں پہر۔ تقریباً سوا پاؤ چاول اور یک پاؤ گوشت اور ایک پاؤ آٹا لیتے۔ اگر چاول نہ خریدتے تو نیم سیر آٹا کی روٹی پکاتے اور میں بھی ان کی خدمت میں کھاتا تھا اگر وہ چاول خود تناول کرتے تو روٹی مجھے دے دیتے تھے اور اگر روٹی خود کھاتے تو چاول مجھے مرحمت کرتے۔ اسی اثنا میں غلام نے پوچھا

کہ میاں برخوردار اپنا کھانا خود پکاتے تھے فرمایا۔ ہاں لیکن میں بھی پکاتا تھا۔ حضرت قبلہ عالمؒ نے فرمایا کہ اس جگہ پر میاں فتح محمد ایک بزرگ تھے میں ان کی خدمت میں جاتا تھا۔ وہ مجھے بہت دعا دیتے ان کا دستور تھا کہ ہر جمعرات کو ختم پڑھواتے اور شیرینی تقسیم کرتے اپنی بجائے سورۃ یٰسین مجھ سے پڑھواتے فاتحہ پڑھنے کے وقت بزرگان کو فرماتے کہ اس حافظ کے حق میں دعائے خیر کرو اور مجھے حافظ کے نام سے بلاتے تھے۔ جب حضرت مولوی صاحب دکن سے دہلی میں تشریف لائے تو میں نے ان کی خدمت میں پڑھنا شروع کر دیا اس وقت میں کتاب قطبی پڑھتا تھا بعد میں وہ بھی رہ گئی۔

بعض دوستوں سے سنا ہے کہ قبلہ عالم کو حضرت مولوی صاحب نے فرمایا کہ تم اپنا وقت علم ظاہرہ میں ضائع مت کرو تمہارے لیے یہی کچھ کافی ہے جس علم کے تم لائق ہو اس میں مشغول ہو جاؤ چنانچہ حضرت قبلہ نے تعمیل حکم کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو عالم و عالمیان کے لیے آفتاب ضیا بخش بنا دیا۔ سبحان اللہ و بحمدہٖ

حضرتِ والا نے فرمایا کہ ایک روز میاں فتح محمدؒ نے مجھ سے پوچھا کہ کس کے ہاں پڑھتے ہو میں نے کہا کہ مولوی صاحب جو دکن سے تشریف لائے ہیں۔ میاں فتح محمدؒ نے کہا کہ مولانا کی خدمت میں میرا اسلام پہنچانا اور کہنا کہ مجھے اشتیاق ملاقات بہت ہے مگر بوجہ

ضعیفی کے آنے کی طاقت نہیں آپ نوجوان ہیں۔ میں نے یہ پیغام خدمتِ عالیہ میں

پہنچایا تو اسی وقت ملاقات کے لیے چل کھڑے ہوئے بندہ بھی ہمراہ تھا۔ آپ نے بازار

سے لکڑی کے پیالہ میں بغرض پیشکش حلوا خریدا اور اپنے ہاتھ میں اٹھائے چلے آئے۔

جب نزدیک پہنچے تو حلوے کا پیالہ مجھے دے دیا۔ جب اس جگہ پہنچے تو میاں فتح محمد

ایک چوکی پر بیٹھے وضو کر رہے تھے دوسری چوکی پر آفتابہ رکھا ہوا تھا جب حضرت

مولوی صاحب وہاں پہنچے تو میاں فتح محمد اسی طرح بیٹھے وضو کرتے رہے اور حضرت

مولوی صاحب سامنے کھڑے رہے میاں فتح محمد جب وضو سے فارغ ہوئے رومال سے ہاتھ

اور منہ صاف کیا چوکی سے اتر کر جوتا پہنا اس وقت حضرت مولوی صاحب نے نہایت ہی

ادب کے ساتھ ملاقات کی۔ میاں فتح محمد نے کہا کہ بغل گیر ہو کر ملاقات کریں چنانچہ دونوں

بزرگ باہم بغلگیر ہوئے تو میاں فتح محمد نے کہا کہ آپ عشق کے شہباز ہیں مجھے آپ سے عشق کی

خوشبو آتی ہے اس کے بعد بیٹھ گئے میاں فتح محمد نے طعام منگایا، دونوں بزرگوں نے

تناول فرمایا۔ اور مجھے بھی اپنے ساتھ کھلایا۔ جب مولانا رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکان کی جانب

مراجعت فرمانے لگے تو رخصت کے وقت میاں فتح محمد نے حضرت والا کو میری سفارش

فرمائی۔ قبلہ عالم نے فرمایا کہ ابھی مولوی صاحب قبلہ دہلی میں تشریف نہ لائے تھے کہ میاں

فتح محمد نے مجھے ایک لاکھ پچیس ہزار بار درود شریف پڑھنے کا امر کیا تھا اور فرمایا کہ جب یہ مقدار ختم کر لو تو مجھے مطلع کرنا میں نے بھی اسی قدر درود مبارک پڑھ کر ختم کیا تھا کہ حضرت مولوی صاحب قبلہ رونق افزائے دہلی ہوئے اور میں ان کی سعادت خدمت سے مشرف ہوا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ اسی اثنا میں میاں حافظ محمد علیؒ جو کہ حضرت کے دوستوں میں سے تھے نے عرض کیا کہ فتح محمد صاحب تجرید تھے یعنی مجرد زندگی بسر کی۔ آپ نے فرمایا نہیں ان کے اہل وعیال تھے اور بادشاہ سے منصب دار بھی تھے۔

ف

قبلہ عالم نے ایک دن فرمایا کہ مولوی صاحب ہر وقت اپنے کو درس وتدریس میں مصروف رکھتے تھے اور لوگوں کی بھی بہت آمد ورفت تھی تھوڑا سا وقت بھی فارغ ہوتے تو کتابوں کے مطالعہ میں مصروف ہو جاتے کیونکہ مولوی صاحب فرماتے تھے کہ اگر میں اپنے آپ کو مطالعہ میں مشغول نہ رکھوں تو اللہ جانتا ہے کہ کس حال کو پہنچ جاؤں اس لیے بلچار ہو کر اس طرف راغب ہو جاتا ہوں تاکہ مخلوق کا فائدہ منقطع نہ ہو۔

قبلہ عالم نے ایک روز فرمایا کہ میں اپنے کو امور دنیا میں ضرور مشغول رکھتا ہوں اور گفتگو میں ہر کسی کے ساتھ توجہ کرتا ہوں اور اگر ایسا نہ کروں تو خدا جانتا ہے کہ کیا حال ہو مخلوق کو

فیض پہنچانا اہم کام ہے چاہتا ہوں کہ یہ منقطع نہ ہو۔ ایک دن اس بندہ نے حضرت خلیفہ نور محمد
رضی اللہ عنہ نار و والہ سے عرض کیا کہ حضرت قبلہ اکثر اوقات ہر آنے والے کے ساتھ توجہ سے
باتیں فرماتے ہیں کسی قسم کا انحراف نہیں فرماتے اور عوام کے معقول و غیر معقول معروضات سے
مکدر خاطر نہیں ہوتے تو حضرت خلیفہ صاحب نے فرمایا کہ حضرت کا یہ طریقہ محض ہم خوش قسمت
لوگوں کی خاطر ہے اگر بہ مشیت الٰہی وہ اپنے کو اس طرف مائل نہ فرماویں تو اللہ جانتا ہے
کہ کیا حال ہوا اور ہم حضرت کو کہاں دیکھ سکیں۔

ف

ایک دن حضور نے فرمایا کہ قاضی حمید الدین حضرت شیخ شہاب الدین کے مرید ہیں
اور حضرت خواجہ قطب صاحب کے استاد ہیں تمام سلوک حضرت خواجہ صاحب سے حاصل کیا ہے
اور سماع کے وقت ان پر جو حالت طاری ہوئی تو حضرت قطب صاحب کے پاؤں پر گر جاتے اور
حضرت خواجہ صاحب ان کے سر پر اپنے پاؤں سے ضرب مارتے سبحان اللہ اس ضرب سے اس حال میں ان پر
کیا کیفیتیں وارد ہوتی ہونگی۔

ف

ایک روز بعد نماز عصر قبلہ عالم نے ارشاد کیا کہ شیخ نے فرمایا جملہ موحدان بہشت
میں داخل ہوں گے اور فرمایا کہ معصیت وحدت کی منافی نہیں ہے جس شخص نے بھی وحدت

کا اقرار زبان سے کیا اور اس کو دل میں رکھا تو دوسری کوئی ایسی چیز نہیں جو وحدت کے زوال کا موجب ہو اسی اثنا میں میاں غلام علی نے عرض کیا کہ آپ نے تحفہ خوانی کتاب دیکھی ہے آپ نے فرمایا میں نے پڑھی ہے اس کتاب کے مطابق شاید کوئی مسلمان باقی رہے کیونکہ وہ تمام کو کافر کہتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ علمائے زمانہ نے محض لوگوں کو ڈرانے اور تنبیہہ کی غرض سے اس قدر مبالغہ کیا ہے دراصل انہوں نے درست کیا ہے کیونکہ ناشائستہ کاموں سے اجتناب کرنا بہتر ہے۔

ف

حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک دن حضرت شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ایک بزرگ کے ہاں بیٹھے ہوئے تھے کہ وہاں شیخ کا ایک غلام آیا اس کو پہلے ہی سے شیخ نے فرما رکھا تھا کہ جب تم اس بزرگ کے ہاں جاؤ تو میرا سلام کہنا۔ اس غلام کو یہ علم نہ تھا کہ اب حضرت جنید یہاں تشریف فرما ہیں وہ آتے ہی اپنے شیخ کی تعریف کرنے لگا تو بس بزرگ نے کہا کہ تم اس خنزیر کی اتنی صفتیں کر رہے ہو۔ بزرگ کے اس کہنے پر شیخ کا چہرہ قطعی متغیر نہ ہوا۔ کیونکہ ہر شخص افعال بہیمہ سے ملا ہوا ہے اس وجہ سے ہر شخص منسوب با افعال بہائم ہوتا ہے اور وہ شخص اس نسبت سے ان شوائب سے پاک اور مبرا ہوا کرتا ہے

شیخ نے باوجود کمال کے اپنے کو ایسے افعال سے خالی نہ دیکھا۔ دوسروں کی کیا حالت ہوگی۔

ف

حضرت والا درجت نے ایک دن فرمایا کہ جب شیخ یحییٰ مدنی رضی اللہ عنہ مکہ معظمہ میں اقامت پذیر ہوئے تو بعض لوگوں نے ان سے تعصب برتنا شروع کر دیا۔ ایک دفعہ مکہ شریف میں پانی کی طغیانی آگئی اور تمام مکہ شریف پانی میں گھر گیا۔ شیخ نے اپنی انگشت مبارک سے اپنے حجرہ کے چوبار ایک خط کھینچ دیا تو مطلقاً پانی اس میں داخل نہ ہوا مخالفین نے جب یہ حال دیکھا تو شیخ کی مخالفت کرنا ترک کر دی۔

ف

ایک حکایت کے ضمن میں آپ نے فرمایا کہ آدمی اولاً محبوب کی طرف خود جاتا ہے۔ یعنی تیرا محبوب وہ ہے جو تیرے دل سے تعلق رکھتا ہے الحیاد آبا اللہ من حب ما سوا اللہ

ف

ایک دن حضرت قبلہ عالم رضی اللہ عنہ کی محفل مقدس میں یہ ذکر ہوا کہ تمام موجودات آئینہ جمال حق ہے تو حضرت والا نے یہ شعر پڑھا۔

آں لحظہ کہ بر آئینہ تابد خورشید آئینہ گماں برد کہ من خورشیدم

ف

ایک دن کسی نے میاں محکم الدین سیرانی رحمۃ اللہ کے وصال کی بات کی اور کہا کہ وہ بہت کامل اور صاحب تجرید و تفرید اور سیاح تھے تو قبلہ عالم نے فرمایا کہ میاں محکم الدین صاحب شوق اور بزرگ تھے لیکن اُن کے مزاج میں بوجہ مجرد رہنے کے تحمل نہیں تھا پہلے زمانے میں میں اور میاں محکم الدین شہر لاہور میں ایک ہی جگہ پڑھتے تھے اور لاہور کے کوچوں میں گداگری کرتے تھے۔ میاں محکم الدینؒ عمر میں مجھ سے بڑے تھے۔ چند دن کے بعد میں پاکپتن کی طرف چلا آیا تو میاں محکم الدین صاحب کسی دوسری طرف چلے گئے سات آٹھ برس کے بعد وہ شہر فرید کے قریب کی بستی میں واپس آئے تو وہ اس وقت فارسی بولتے تھے جہان میں مشہور ہو گیا کہ ایک بزرگ باہر سے آیا ہے درویش مرد ہے۔ چنانچہ میں بھی ان کے دیکھنے کی آرزو میں چلا گیا اور پہچان لیا۔ لیکن انہوں نے نہ تو مجھے پہچانا اور نہ ہی کوئی التفات کیا۔ میں واپس چلا آیا۔ اس کے بعد ایک مرتبہ میں دہلی شریف جا رہا تھا تو مسجد کے دروازہ پر مولود خوانی ہو رہی تھی میں وہاں پر رک گیا اسی اثنا میں میاں محکم الدینؒ بھی اسی جگہ آ گئے۔ میں نے انہیں شناخت کر لیا اور ان کا ہاتھ پکڑا تو انہوں نے کہا کہ تم کون ہو میں نے اپنا نام بتلایا۔ خوش ہو کر بغل گیر ہوئے پوچھا گیا کہ آپ کہاں سے آ رہے ہیں فرمایا کہ پورب سے

پس تین چار روز میرے ہاں مقیم رہے پھر کسی طرف چلے گئے آنحضرت نے فرمایا میاں محکم الدین خوب شخص تھا ان کی تمام عمر ذوق میں گذری لیکن ان کے پیچھے ان کے دوستوں میں سے کوئی ایسا صاحب ارشد نہیں رہا۔

ف

اس ماہتاب ہدایت نے ایک روز فرمایا کہ ہم سواران کی جماعت کے ساتھ پاکپتن سے اپنے مکان کی جانب آرہے تھے کہ راستے میں میاں محکم الدین کو دیکھا کہ وہ تنہا پا پیادہ سفر کر رہے ہیں گرمی کا موسم تھا میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا تم آہستہ چلے آؤ میں اپنا گھوڑا دوڑا کر ان کے قریب جب پہنچا تو گھوڑے سے اتر پڑا اور ان سے کہا کہ آپ اس گھوڑے پر سوار ہو جائیں انہوں نے فرمایا کہ آپ پھر کس گھوڑے پر سوار ہوں گے ہم نے کہا کہ ہمارے ساتھ اور بہت سے گھوڑے ہیں کسی پر سوار ہو جاؤں گا پس وہ گھوڑے پر سوار ہوئے اور کہا کہ میں شہر فرید کے قریب کی بستی میں جاؤں گا یہ گھوڑا کس طرح واپس کیا جائے گا۔ تو ہم نے کہا آپ خاطر جمع رکھیں اپنا آدمی بھجوا کر منگا لیا جائے گا۔ وہ روانہ ہو گئے اور ہم دوسرے گھوڑے پر سوار ہو گئے۔

مکرر آنکہ بندہ نے بہت سے معتبران سے سنا ہے کہ میاں محکم الدین صاحب کہتے تھے کہ

جس دن سے مجھے قبلہ عالم نے گھوڑے پر سوار کیا ہے۔ اسی دن سے آج تک میرے پاس سواری کے لیے گھوڑا موجود رہا ہے سبحان اللہ وبحمدہ ۲

ھٰذا

ایک رات مغرب کے بعد میں قبلہ عالم کے حضور حاضر تھا وہ رات ماہ رمضان شریف کے جمعہ کی تھی اُس رات میں ایک شخص راہی دار البقا ہوا تو اس کے ایک عزیز نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ برکت والی رات ہے کیا مرنے والے پر تخفیف عذاب ہو گی آپ نے فرمایا یہ کام ایمان کا ہے چنانچہ شفاعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی استقامت ایمان سے وابستہ ہے خواہ جمعہ کی رات ہو یا کوئی دوسری۔

اسی اثنا میں میاں غلام مرتضےٰ جو کہ حضرت مولوی صاحب قبلہ کے دوستوں میں سے تھے نے عرض کیا کہ اولیا کے وجود کا قبر میں کیا حال ہو گا فرمایا کہ اس جہان کا جسد روح کا حکم رکھتا ہے جس جگہ اس کا روح ہوتا ہے جسد بھی اس کے ہمراہ رہتا ہے۔

جیسا کہ۔ ابدال جس وقت ان کی روح اُڑنے پر آتی ہے تو ان کا جسد بھی اس کے ساتھ پرواز کرتا ہے کیونکہ روحانیت ان کے جسد پر غالب ہوتی ہے اور فرمایا کہ احوال اہل حیات یہی ہے۔ ان شخصوں کے بارے میں حرف ممات بھی نہیں آیا۔

اللہ تعالیٰ کی مشیت سے جس جگہ ارواح اولیا ہوتے ہیں سایہ کی طرح جسد بھی ساتھ رہتا ہے رُوح کا تعلق ان کی مرقد کے ساتھ بقدر موانست ہے اور فرمایا کہ شیخ اس شخص کو اپنے سے جدا کرتا ہے جس کو وہ دوسروں کی تلقین کے لائق جانتا ہے اور اس سے بہت سے لوگوں کو فائدہ ملتا ہے اور وہ شخص جو ابھی تک اِس مقام کو نہیں پہنچا تو شیخ تربیت کی غرض سے اس کو بعید اور جدا نہیں کرتا تاوقتیکہ تکمیل نہ ہو جائے۔

ف

حضرت والا نے فرمایا کہ ایک روز حضرت مولوی صاحب قبلہ نے مجھے فرمایا کہ نور محمد حب میں قرآن پڑھنے بیٹھتا ہوں تو چاہتا ہوں کہ ہر وقت یہی شغل رہے اور رُخ مبارک خلیفہ صاحب کی جانب فرما کر ارشاد کیا کہ وہ اہلِ شہود و وجود کے منکر ہیں معلوم ہوتا ہے کہ صاحبِ قال ہیں اور اگر ان کو فی الواقع شہود ہوتا تو پھر کیسے منکر وجود رہتے خلیفہ صاحب نے عرض کیا یہ بھی ہے کہ بعض اہلِ شہود کا درجۂ شہود سلب ہو جاتا ہے اس وقت وہ منکر وجود ہو جاتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ یہ بھی تحقیق شدہ ہے کہ اگر اُن سے کسی کو مشاہدہ ہوتا ہے تو ان کا وہ مشاہدہ بھی ظنی ہوتا ہے جیسے وہ مشاہدہ گمان کرتے ہیں اور اگر ان کا مشاہدہ حقیقی ہوتا تو پھر وہ کیسے انکار کرتے جیسا کہ کسی نے ملتان اور لاہور کو دیکھا ہو

اور پھر وہ اس دید کا انکار کرے یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔

ف

حضور قبلہ عالم نے فرمایا کہ حضرت مولوی صاحب سردیوں میں وضو کے لیے صبح کے وقت پانی گرم کراتے تھے پہلے دوسروں کو دیتے تا کہ وضو کرلیں اور جس کسی کو غسل کی ضرورت ہو تو وہ بھی غسل کرلے پھر آپ دوسری بار پانی گرم کراتے اگر اس دفعہ بھی کسی کو ضرورت ہوتی تو آپ ایثار کرتے اس کے بعد خود وضو فرماتے اور پاس خاطر جماعت کے لیے نماز آخر وقت میں پڑھتے۔ ممکن ہے کہ کسی کو پانی ملا ہو یا نہ

ف

ارشاد گرامی ہوا کہ اگر مخلوق کو مخلوق سے مسرت اور خوشحالی میسر ہو تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ تو نے مجھے خوش کیا ہے اس نظریہ کے قائل تمام لوگ ہیں۔

ایک روز حضرت قبلہ عالم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مولوی صاحب نے فرمایا تھا ایک دفعہ سفر میں میری ایک ہندو سے ملاقات ہوئی اس کے پاس ایک ایسا عمل تھا کہ جو چیز بھی چاہتا اس کے ہاں موجود ہو جاتی تھی۔ اس نے مجھ سے کہا کہ میں نے یہ عمل نہایت ہی مشقت اور کوشش سے حاصل کیا ہے اگر آپ میرے گھر تشریف لے چلیں تو میں اس عمل کے موکلان کو آپ سے

سنا سا کر دوں جس پر حضرت مولوی صاحب قبلہ نے فرمایا کہ تمام امور قرآن مجید میں موجود ہیں مجھے کسی کی ضرورت نہیں۔

حضرت قبلہ عالم رضی اللہ عنہ نے ایک روز فرمایا کہ ایک بزرگ کے ہاں رات کے وقت ہمیشہ ایک دو جن پڑھنے کے لیے آجاتے تھے اسی بزرگ کی خدمت میں ایک ایسا شخص بھی پڑھتا تھا جو جنات کے وجود کا منکر تھا ایک رات اس بزرگ نے اس شخص کو اپنے ہاں اس غرض سے ٹھیرالیا کہ اسے جن دکھا دیئے جائیں لیکن اس شب کو وہ جن نہ آئے بزرگ نے سمجھا کہ شاید کسی مصروفیت کی بنا پر وہ نہیں آئے چنانچہ انھوں نے اس شخص کو رخصت کر دیا تو دوسری رات جن حاضر ہو گئے چند دنوں کے بعد اسی غرض کے تحت اس منکر شخص کو پھر اپنے ہاں ٹھیرالیا گیا تو جن پھر بھی اسی رات میں حاضر نہ ہوئے بزرگ نے گمان کیا کہ آج بھی شاید انھیں کوئی کام پیش آگیا ہو گا چنانچہ دوسری رات اس شخص کو پھر اپنے پاس ٹھیرا رکھا لیکن پھر بھی جن نہ آئے جب اس کو رخصت کر دیا تو جن حاضر ہو گئے بزرگ نے ان سے پوچھا کہ تم دو شب کیوں نہیں آئے انھوں نے جواب میں کہا کہ ہم تو آنے کو تیار تھے، لیکن پروردگار کا حکم ہماری حاضری میں مانع ہوا۔ اس بزرگ کو تعجب ہوا اور وہ بارگاہ الٰہی میں متوجہ ہو گیا تو اس نے الہام پایا کہ تو ہمارے فرقوں میں سے ایک فرقہ کو جدا کرنا

چاہتا تھا۔

ف

قبلہ عالم و عالمیان نے فرمایا کہ حضرت مولوی صاحب قبلہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا
میں ایک دن ایک مکان میں شیشم کے درخت کے نیچے سویا ہوا تھا میں نے دیکھا کہ ایک جن
اس درخت پر بیٹھا ہوا اپنے پاؤں کو اس طرح پھیلا اور دراز کر رہا ہے کہ وہ میرے قریب
پہنچ رہے ہیں میں نے اُس سے کہا کہ ہم نے تجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچائی تو ہمارے
ساتھ کیونکر حرکتیں کر رہا ہے ہم تو یہاں سے نہ ہلانے والے ہیں اور نہ ہی ڈرنے والے حضرت
کے اس ارشاد پہ اس نے اپنے پاؤں اوپر کھینچ لیے۔ ایک دن وہ جن ایک عامل کے
ہاں گرفتار کر لیا گیا تو اس عامل نے اس کو بہت ہی ایذا دی ایک شخص کو اس جن نے
کہا کہ حضرت مولوی صاحب کی خدمت میں میرا اسلام پہنچانا اور کہنا کہ میں آپ کا واقف
ہوں مجھے اس قید سے نجات دلائی جائے حضرت مولوی صاحب قبلہ نے فرمایا کہ ہم نے
اس عامل کے ہاں آدمی بھیج کر اس کی خلاصی کے لیے کہلا بھیجا۔

ف

حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے حضور میں ایک شخص نے عرض کیا کہ امراض نفسانیہ

کی بھی کوئی دوا ہے حضور نے فرمایا کہ ہاں کتب میں بہت سی ادویات اور علاج لکھا ہوا ہے بہت سے لوگ اپنے کو مریض تو کہتے ہیں لیکن کوئی ایسا نظر سے نہیں گزرا جو کہ طالب معالجہ ہوا ہو حالانکہ طبیب بہت ہیں۔ اس شخص نے پھر عرض کیا کہ میں اپنے کو مریض تو جانتا ہوں لیکن علاج کرنا نہیں چاہتا حضور نے فرمایا کہ اپنے آپ کو مریض جاننا بھی غنیمت ہے، کیونکہ کبھی تو علاج پذیر بھی ہوگا لیکن جو کوئی اپنے کو مریض ہی نہیں جانتا اس کا تدارک دشوار ہے

؎ آں کسے کو تشنہ آب رو بود   رو بروشستن بر از پہلو بود

مرتب ملفوظ کہتا ہے کہ میں حضرت کے سامنے بیٹھا ہوا تھا مجھے فرمایا کہ حکیم جی! عرصے کے مریض کا بہت دنوں تک علاج کرنا چاہیے میں عرض پرداز ہوا واقعی حضور بجا فرماتے ہیں۔ ایک دن کے مریض کو بھی بہت دنوں کا علاج چاہیے حضور سراپا نور نے تبسم فرمایا بحمد اللہ علیٰ ذالک

ف

آنحضرت نے فرمایا وہ پیٹ بھر کر کھانا مذموم نہیں جسے ریاضت وعبادت تلاوت قرآن و درود اور بیداری سے ہضم کیا جائے بلکہ اُس سے بہتر ہے جو سیر ہو کر نہیں کھاتے اور غفلت کے عالم میں بھوکے سو جاتے ہیں اور وہ سیر ہو کر کھانے والا جو عبادت ریاضت

میں بسر کرتا ہے اس کا سب کچھ نور ہو جاتا ہے

ف

حضور قبلہ عالم وضو فرما رہے تھے اور یہ ارشاد ہدایت ہو رہا تھا کہ وجود کو شریعت کے مطابق کرنا اور دل کو اس سے منسلک کر دینا اتباع شریعت ہے قیامت کے دن عوام کو اسی سے پرسش ہوگی۔ عوام کے نزدیک فنا کا مقام خیالات نفی سے عبارت ہے۔ اسی اثنا میں نماز عصر کی اذان ہوئی تو حضور مشغول بصلوٰۃ ہو گئے الحمد للہ علی ذالک

ف

ایک عزیز حضرت قبلہ عالم کی خدمت میں نفحات الانس پڑھ رہا تھا حضور نے فرمایا کہ ہم پڑھے ہوئے نہیں ہیں لیکن یہ بزرگ عالم جو یہاں آتے ہیں ان کی صحبت سے ہمیں بھی بعض مسائل حل ہو جاتے ہیں۔

حضور کی اس گفتگو پر سید میران شاہ نے عرض کیا کہ آپ کی ذات مبارک عجیب ناخواندہ ہے کہ اس ملک کے تمام پڑھے ہوئے اور علمائے وقت تعلیم حاصل کرنے کے لیے یہاں آتے اور اپنے عقدے حل کراتے ہیں۔

حضرت نے فرمایا۔ یہ بھی ایک ملک ہے تو سید موصوف نے پھر عرض کیا کہ ملکہ کا یہ فن

کسی دوسرے کو بھی عطا کیجیے ارشاد ہوا کہ اس ملک کا کوئی طالب نظر نہیں آتا کہ اس کو دیا جائے۔

ف

زبان درفشاں سے ایک روز فرمایا کہ ایک بزرگ کے دل پر عنایت الٰہی کا ورود ہونے لگا تو اس بزرگ نے چاہا کہ خلوت میں چلا جاؤں تا کہ اس نعمت کے حصول میں ترقی ہو۔ اس خیال کے آتے ہی وہ فیض نعمت مسدود ہو گیا۔ بجناب قبلہ عالم ایک عزیز نے عرض کیا کہ اس نعمت کا فقدان بسبب خلوت کیوں ہوا تو حضور نے فرمایا کہ اس نعمتِ عظیمہ کا نزول محض عنایتِ ازلی اور فضلِ لم یزلی پر تھا اُس بزرگ نے چونکہ خلوت کو ترقی درجات پر محمول کیا اور اپنی تدبیر کا اُس میں دخل دیا اس لیے وہ اس نعمتِ خداوندی سے محروم ہو گیا۔

ف

ایک مریض نے حریم شفا میں مسیح زماں کے حضور حاضر آ کر اپنی کیفیت پیش کی۔ یہ بندہ (یعنی حکیم محمد عمر) صبح کے وقت وہاں حاضر تھا حضور قبلہ عالم نے اس مریض کو میرے سپرد کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ یہ دار الشفا ہے کہ حکیم بھی موجود ہے بندہ نے عرض کیا کہ امراضِ ظاہری و باطنی کو شفا بخشنے والی آپ کی ذاتِ گرامی ہے جو بھی آتا ہے حضور کی زیارت سے شفا صوری اور صحتِ معنوی حاصل کر لیتا ہے حضور نے فرمایا کہ حکیم جی ایسی شفا کے طلب

کرنے والے کہاں ہیں اور پھر یہ شعر فرمایا ؎

عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نکرد ⁂ اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست

ف

شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہ کے بارے میں ایک روز فرمایا کہ وہ تقریباً چھ ماہ تک حالت سکر میں رہے لیکن اثنائے سکر میں اُن سے فرائض و سنن اور وضو وغیرہ میں کوئی مخل واقع نہ ہوا حالانکہ وہ عالم سکر میں اپنے اعمال کا شعور بھی نہیں رکھتے تھے جب شیخ قدس سرہٗ چھ ماہ کے بعد کیفیت سکر سے عالم صحو میں آئے تو اپنے خادموں سے دریافت فرمایا کہ چھ ماہ کے اس عرصہ میں میری حالت کیسی رہی ہے۔ انھوں نے عرض کیا کہ ہم اس کیفیت کا کوئی امتیاز نہیں کر سکتے اور نہ ہی ہمیں کوئی علم ہے کیونکہ آپ کے اعمال صوم و صلوٰۃ اُسی طرح رہے ہیں جیسا کہ آپ کی عادت مبارک تھی۔ اسی وقت شیخ قدس سرہٗ نے چھ ماہ مذکور کی نماز کا اعادہ فرمایا۔ اُن سے پوچھا گیا کہ آپ نے ادا شدہ نماز کا کیوں اعادہ فرمایا ہے تو انھوں نے فرمایا کہ اُس وقت میرا قصد ادائے نماز کا نہ تھا قبلہ عالم نے فرمایا سبحان اللہ اس عالم کو کس قدر پاس شریعت تھا اور فرمایا یہ رباعی شیخ کی ہے

لا آدم فی الکون ولا ابلیس ⁂ لا ملک سلیمان ولا بلقیس

(ترجمہ) دنیا میں نہ آدم ہے اور نہ ابلیس ⁂ نہ سلیمان کی حکومت ہے اور نہ بلقیس کی

ے فالکل عبارۃ وانت المعنی

یا من ھو للقلوب مقناطیس

ترجمہ! یہ سب کچھ عبارت ہے اور تو معنی۔ اے وہ ذات جو دلوں کے لیے مقناطیس ہے۔

ف

قبلہ عالم نے فرمایا کہ شیخ المشائخ اورنگ آبادی ایسا استغراق رکھتے تھے کہ بے شغل دوستوں کو بھی نہیں پہچانتے تھے اور وہ شخص جو مشغول رہتا تھا اس پر توجہ فرماتے چنانچہ محمد شفیع ساکن ٹھٹھہ جو کہ حضرت کے دوستوں میں سے تھا جب بھی آپ کے ہاں آتا اس پہ توجہ فرماتے اور پرسش حالات کرتے کچھ عرصے کے بعد جب وہ شیخ المشائخ کی خدمت میں آیا تو آپ نے اس پر نظر التفات نہ فرمائی وہ بے انتہا حیران ہو کر دل میں فکر کرنے لگا کہ شاید مجھ سے کوئی قصور سرزد ہوا ہے اس نے شیخ کے ایک عزیز سے اس کا تذکرہ کیا، تو اس نے کہا کہ شاید تم سے کوئی غلطی ہوئی ہو گی۔ محمد شفیع نے کہا میں نے ہر چند غور کیا ہے کوئی لغزش نظر نہیں آتی تو شیخ کے اس عزیز نے کہا کہ جو اوراد و اشغال حضرت نے تمہیں فرمائے تھے وہ عمل میں لا رہے ہو یا کیونکہ محمد شفیع نے بیان کیا کہ چند عوارض کے باعث ان کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے۔ حضرت کے اس عزیز دوست نے کہا جاؤ انہیں پھر سے شروع کر دو چنانچہ

اُس نے اُن اوراد و اشغال کی مواظبت کی اور جب وہ دوبارہ حاضرِ خدمت ہوا تو شیخ صاحب
نے اس سے استفسارِ حالت فرمائی اور پوچھا کہ اتنا عرصہ کہاں رہے ہو۔ غرضیکہ بے ذکر اور
بے شغل انسان کو کوئی نہیں پہچانتا۔

ف

قبلۂ صاحبمنداں نے فرمایا کہ حضرت رسالت مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکۂ معظمہ میں
کچھ عرصہ اجرت مزدوری کے ساتھ بکریوں کی چرواہی کا کام کیا ہے۔ اس موقعہ پر مولوی ویس محمد
نے بیان کیا کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ کوئی ایسا پیغمبر نہیں گزرا جس نے شبانی نہ کی ہو یعنی
(بکریوں کی چرواہی)

ف

حضرت قبلۂ عالم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت مولوی صاحب کی ولادت عجیب طور
سے ظہور میں آئی ہے کہ حضرت والا کی والدہ مقدسہ حضرت محمدؒ گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کے
خاندان عالیہ سے تھی اور اُن کے تمام خاندان پر جذب کا اثر تھا اس نسبت سے حضرت شیخ صاحب
کو مدت تک گھر میں جانے کا اتفاق نہ ہوا تھا جب اللہ تعالٰی کی مشیت میں مولوی صاحب
کے ظہور کا وقت پہنچا تو اس مستورہ معصومہ سے آپ کا تولد ہوا۔ اور حضرت شاہ کلیم اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ

نے ان کا نام مولینا فخر الدین رکھ کر کہلا بھیجا کہ یہ میرا فرزند ہے۔ جب حضرت مولوی صاحب سات برس کے ہوئے تو ایک روز حضرت شیخ صاحب آرام میں تھے اور مولوی صاحب ان کے پاؤں دبا رہے تھے۔ اسی اثنا میں مولوی صاحب پر غلبۂ نیند غالب آیا تو آپ نے اپنا سر مبارک اپنے زانو پر رکھ دیا دیکھا کہ سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور مولوی صاحب کو پانچ چھ دانے بُن[1] کے عطا فرمائے اس کے بعد آپ فوراً بیدار ہو گئے اور بعینہ دانۂ بُن اپنے ہاتھ میں دیکھے اسی اثنا میں حضرت شیخ صاحب بھی خواب سے چونک اُٹھے اور حضرت مولوی صاحب کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ ہمیں بھی اس سے حصہ دیجیئے دونوں بزرگوں نے اُس کو تناول فرمایا۔

حضرت مولوی صاحب کی پیدائش اورنگ آباد میں ہوئی ہے۔ اس وقت حضرت خلیفہ صاحب میاں نور محمد نارو والہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ شیخ صاحب کے وصال کے وقت حضرت مولوی صاحب کی کیا عمر تھی اور شیخ صاحب سے کیا کچھ پڑھا تھا حضور قبلہ عالم نے فرمایا کہ شیخ صاحب کے وصال کے وقت مولوی صاحب سولہ سترہ برس کے تھے اور شرح وقایہ مشارق الانوار نفحات الانس اور ایک کتاب طب اور ایک رسالہ تیر اندازی کے فن

[1] بن بضم بمعنی درخت و بمعنی بیخ درخت و پایان ہر چیز و تحقیق است کہ آنرا قہوہ نیز گویند از لطائف نقل از حیات

میں حضرت شیخ صاحب سے انہوں نے پڑھا تھا۔ حضرت شیخ صاحب کے وصال کے بعد آپ تعلیم

میں اس قدر مصروف ہوئے کہ نوافل اوراد اور حفظ الایمان بھی نہ پڑھتے تھے البتہ فرض و

سنن ادا فرماتے رہتے۔ شغل اوراد بھی اس عرصہ میں موقوف ہو گیا تھا۔ تحصیلِ علم کرنے کے بعد

تین سال سپاہی کی حیثیت سے ملازم رہے اس کے بعد حالت یہ ہوئی کہ اورنگ آباد میں ہر

وقت حضرت شیخ صاحب کی خانقاہ میں صبح سے دوپہر تک حاضر رہتے اور گھڑی دو گھڑی

بیرونی دالان پر بسر اوقات فرماتے۔ ایک دن آپ کے دل میں خیال اٹھا کہ جہاں آباد جانا

جائے کیونکہ شیخ صاحب نے بھی فرمایا تھا لیکن شیخ صاحب کی خانقاہ مبارک کو کیسے چھوڑا

جائے۔ پس ایک دن مولوی صاحب نے دیکھا کہ شیخ صاحب یہ شعر فرما رہے ہیں ؎

شاہ اقلیم فقرم ہیچو دست تخت رواں فن

نہ چوں فرہاد مزدورم نہ چوں مجنوں زبیدارم

اس سے مولوی صاحب نے معلوم کیا کہ اجازت ہو گئی ہے جہاں آباد میں تشریف

لے آئے اور کچھ عرصہ بعد پاک پٹن کی جانب روانہ ہوئے بندہ یعنی (قبلہ عالم) بھی ہمراہ تھا

جب پانی پت میں جلوہ افروز ہوئے ہیں تو شاہ بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ پہ قیام

کیا اور فرمایا جس کام کی غرض سے ہم جا رہے تھے۔ وہ ہمارا کام بابا صاحب نے یہاں پر کر دیا ہے

لیکن حضرت بابا صاحب کی خانقاہ عالیہ کا طواف حاصل کرنا چاہیے اس وقت خلیفہ صاحب نارووالہ نے عرض کیا کہ وہ کیا کام تھا قبلہ عالم نے فرمایا اس جہان میں بہت سے کام ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ہی اچھا جانتا ہے۔

جب آپ جہاں آباد (دلی) سے پاکپتن شریف تشریف لے جا رہے تھے، تو پاپیادہ تھے پانی پت تک پہنچتے پہنچتے آپ کے پاؤں میں چھالے پڑ گئے۔ چار رات یہاں قیام فرمایا اور پاؤں پر مہندی کا طلا کیا ان چھالوں میں کچھ تخفیف ہوئی تو پھر پاک پتن کی جانب چل پڑے اور مجھے فرمایا کہ کرایہ پہ کوئی سواری کر لو۔ چنانچہ میں نے حسب الارشاد ایک گھوڑا کرایہ پہ لے لیا لیکن پھر بھی پیادہ چلنے لگے کرایہ کش ساتھ تھا اسے اندیشہ ہوا کہ آپ سوار تو ہوتے نہیں ممکن ہے کہ مجھے کرایہ کم ملے اس نے بار بار دفعہ سوار ہونے پر اصرار کیا تو آپ نے مجھے فرمایا کہ اس کو کرایہ دے دو میں نے تعمیل فرمان کی تو آپ نے کرایہ کش کو کہا اب تو جمع خاطر رکھو تمہیں تمہاری مزدوری مل گئی ہے آپ اسی طرح پیادہ سفر طے فرماتے رہے۔ تھوڑی سی دیر سوار ہوتے تو راستہ میں دیکھا کہ ایک مرد ایک بوڑھی کے ساتھ کھڑا رو رہا ہے آپ نے اس سے دریافت فرمایا کہ تجھے کیا مشکل پیش ہے اس نے عرض کیا یہ میری والدہ ہے ضعف و ناتوانی کے سبب چلنے سے

عاجز ہے اور مجھ میں اتنی سکت نہیں کہ اُسے پیٹھ پر بٹھا کے لے جاؤں حضور اسی وقت گھوڑے سے اتر پڑے اس بڑھیا کو سوار کرایا اور خود اُسی آبلہ پائی کے ساتھ چلنے لگے

اس سفر میں اُس ملک کا ایک محافظ سپاہی بھی ہمارے ساتھ ہو گیا تھا جب اُس نے حضرت مولانا کا یہ عمل دیکھا تو وہ اکثر حضرت کے حضور آکر بیٹھ جاتا۔ ایک روز مولانا نے مجھے فرمایا کہ اب یہ شخص ہمارے یہاں اکثر کیوں آکر بیٹھتا ہے میں نے عرض کیا واللہ اعلم

آخر میں نے اس سے پوچھا کہ تم یہاں کیوں آتے ہو تو اس نے بیان کیا کہ تمہارا یہ آدمی عجیب خوبیوں اور محاسن کا حامل ہے اُس دن جو اس نے اپنی سواری بوڑھی عورت کو عطا فرمائی تھی میں نے اسی رات شہید کربلا حضرت امام حسین علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ وہ ایک بہترین گھوڑے پر سوار ہیں اور ایک دوسرے خوب تر ین گھوڑے پر پھلواری صاحب سوار ہیں اور امیرالمومنین سیدنا امام حسین علیہ السلام فرما رہے ہیں کہ یہ گھوڑا اس گھوڑے کے عوض میں ہے جو بوڑھیا کو سواری کے لیے دیا گیا تھا۔ اس موقعہ پر قبلہ عالم نے فرمایا کہ مقبول عمل یہ ہے۔

حضرت مولانا اس سفر میں قبلہ عالم سے بہت آگے نکل جاتے کچھ دور جا کر ٹھہر جاتے جب قبلہ عالم پہنچ آتے تو پھر آگے روانہ ہوتے چونکہ قبلہ عالم مولانا کی کتابیں اٹھائے

ہوتے تھے اس لیے راستہ میں کچھ دیر کیسے بھیجے جاتے تھے ایک دن ایسا ہوا کہ تمام دن قبلہ عالم حضرت مولانا سے دور اور جدا رہے جب منزل پر پہنچے تو دیکھا کہ مولانا نے مکان کرایہ پر لے کر قیام فرما رکھا ہے جب قبلہ عالم حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا اس مسجد میں جاؤ وہاں ایک آدمی بیٹھا ہے اس سے کھانے کے متعلق دریافت کرو اور اگر اُسے کوئی اور ضرورت ہو تو وہ بھی پوری کر ڈالو چنانچہ قبلہ عالم نے اس سے دریافت کیا تو اس نے کہا مجھے فی الحال حقہ کے لیے تمباکو کی ضرورت ہے کھانا جو کچھ مل جائے گا کھا لوں گا۔ قبلہ عالم نے اُسے تمباکو خرید کر دیا اور پھر نرم غذا بھی اس کو پہنچا دی۔ اس بوڑھے مرد نے راستہ میں حضرت مولانا کے ساتھ علم صناعت پر گفتگو کی تھی۔ اور تمام راہ مولانا نے اس کو اپنی سواری پر سوار کرایا یہی وجہ تھی کہ اس دن حضرت مولانا قبلہ عالم کی انتظار میں نہ رک سکے تھے۔

ف

ایک دن مولوی غلام علی نے حضرت قبلہ عالم کے حضور عرض کیا کہ ولی کو زمانہ ماضی و حال کا علم ہوتا ہے یا نہ۔ آپ نے فرمایا وہ حال اور ماضی کا علم رکھتا ہے مگر توجہ شرط ہے جس پر مولوی صاحب مذکور نے تصدیق اور تحسین کہی۔

ف

حضرت قبلہ عالم رضی اللہ عنہ کی محفل میں ایک دن علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کا ذکر ہو رہا تھا آپ نے فرمایا کہ انہیں ہر روز عالم بیداری میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوتی تھی وہ نماز صبح کے بعد خلوت سے اس وقت تک باہر نہیں آتے تھے جب تک انہیں یہ نعمت حاصل نہ ہو جاتی اور فرمایا اب بھی ایسے شخص موجود ہیں لیکن لوگ ایسے حوادث کے وقوع کے منکر ہیں حالانکہ حوادث کا ظاہر حضرت آدم علیہ السلام کی فطرت میں آیا ہے چنانچہ آدم علیہ السلام کے ساتھ کیا کچھ نہیں ہوا کہ دوسروں کے ساتھ نہ ہوا ہو اس کو حوا سے جدا کر کے بغیر پارچات کے زمین پر پھینک دیا۔ فرمایا کہ اس تمام کا مجمل آدم تھا اور جو کچھ اس جہان پہ گزر رہا ہے یہ اس کی تفصیل ہے آدم کو جامع الاسما بھی کہتے ہیں آپ نے فرمایا کہ حضرت مولوی صاحب نے فرمایا تھا کہ میں سپاہ گری کے زمانے میں کسی آدمی کو نظر میں نہ لاتا تھا اور اسے مکھی کی مانند گمان کرتا اور اس کو ایسا سمجھتا جیسے کسی بچے نے ہاتھ میں لکڑی لے رکھی ہو مجھے اس کی بھی پرواہ نہ تھی کہ کوئی شخص ہتھیار سنبھالے میرے سامنے کھڑا ہے اسی اثنا میں میاں محمد اکرم نے عرض کیا کہ حضرت مولوی صاحب فن پلنھ بھی خوب جانتے تھے اور سننے میں آیا ہے کہ آپ نے اس شخص سے یہ فن سیکھا تھا جس نے

بلا واسطہ امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ تعالےٰ سے اس فن کی تربیت حاصل کی تھی۔ اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ ایک دن وہ شخص اپنے دوستوں اور بھائیوں سے بلیٹھ کھیل رہا تھا۔ کہ نہایت بری طرح مار کھا گیا شرمندہ ہو کر جنگل کی طرف نکل پڑا اور بہت رویا اس عالم میں حضرت امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ کی روح گرامی نے اُسے آکر تسکین دلائی۔ اور اس فن کی تربیت کی اس کے بعد جب بھی وہ شخص میدان میں آتا تو اپنے حریفوں پہ بازی لے جاتا قبلہ عالم نے فرمایا کہ سبحان اللہ عجیب اتفاق ہے کہ حضرت مولوی صاحب کو علم اور فنون کامل شخصوں سے حاصل ہوا ہے چنانچہ حضرت مولوی صاحب نے تمام تحصیل علم میاں محمد جان سے کی ہے صدرہ شمس بازغہ فصوص الحکم بھی ان سے پڑھی ہے۔ میاں محمد جان ایسا باکمال اور بانسبت شخص تھا۔ کہ جب بھی فصوص الحکم کے کسی مسئلہ کے بیان میں انہیں اشکال پیش آتا تو وہ لمحہ بھر کے لیے آسمان کی جانب دیکھتے اور اس کے بعد مسئلہ بیان فرماتے یعنی روح مصنّف کو حاضر لاکر مسئلہ کی وضاحت کرتے تھے۔

ف

قبلہ عالم نے فرمایا کہ حضرت مولوی صاحب کے ایک دوست میاں لتو افغان نے آپ کو معہ جماعت ایک رات اپنے ہاں دعوت کی آئنا تا اُس رات بہت بارش

ہو گئی آنے جانے کا راستہ خراب ہو گیا تھا۔ حضرت مولوی صاحب نے ایک آدمی کو بھجوا کر معذرت کرائی اور فرمایا کہ طعام یہاں بھجوا دیجیے لیکن صاحب دعوت اس پر راضی نہ ہوا اور عرض کرا بھیجا کہ آپ بہرحال ساتھیوں کے ساتھ یہاں تشریف لائے آخر حضرت مولوی صاحب اُسی تاریک رات میں ڈولی پر سوار ہو کر میاں لنو افغان کے ہاں تشریف لے جا کر اپنے ساتھیوں کے نہ آنے کی معذرت کی اور اُسے رضامند کر کے طعام اپنے ساتھ لے کر مدرسہ میں واپس تشریف لائے مگر دوستوں کو تکلیف سے بچا لیا سبحان اللہ وبحمدہ۔

ف

ایک دن قبلہ عالم رضی اللہ عنہ طعام تناول فرما رہے تھے فرمایا کہ شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ سمرقند میں اپنے ایک متمول دوست کے ہاں مہمان ہوئے تو اُس نے انواع و اقسام کے کھانے تیار کرا کر پیش کیے شیخ نے فرمایا کہ تمہیں طریق ضیافت نہیں آتا اس نے دوسرے دن اس سے بھی بڑھ کر مکلف طعام پیش کیا تو پھر بھی حضرت سعدی رحمۃ نے وہی کچھ فرمایا۔ میزبان نے تیسرے دن طعام میں مزید تکلف کیا تو شیخ نے پھر بھی کہا کہ تم طریق ضیافت نہیں جانتے۔ جس پر وہ بہت متعجب ہوا لیکن از روئے ادب زبان سے کچھ

نہ کہہ سکا۔ جب شیخ شیراز کو واپس چلے گئے تو کچھ عرصہ بعد ان کا وہ میزبان دوست شیراز میں جا کر حضرت سعدی کا مہمان ہوا آپ اس کے لیے صرف جو کی روٹی خشک پکوا کر لائے جب مہمان نے یہ حالت دیکھی تو عرض کیا کہ مجھے آپ کی وہ بات سمجھ نہیں آسکی جو آپ نے تین بار فرمائی تھی۔

شیخ نے فرمایا کہ تم نے میرے لیے اس قدر تکلف کیا تھا کہ چند روز کے بعد تو بالکل تنگ آجاتا اور کہتا کہ یہ کب یہاں سے روانہ ہوگا اور اب تو جب تک بھی میرا مہمان رہے گا مجھے کسی قسم کی کوفت نہ ہوگی اور یہی نان جویں ہمیشہ رہے گی اس لیے میں نے تمہیں کہا تھا کہ تم طریق ضیافت نہیں جانتے۔

ف

حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں جلوہ افروز تھے کہ کسی نے کسی بزرگ کی خبر انتقال آکر کہی۔ آپ کے رفقا میں سے کسی نے کہا کہ آخر یہاں سے چلنا ہی ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ ہر کوئی تو لد کے روز سے جانے ہی میں ہے (یعنی) اپنا سفر طے کر رہا ہے۔ کوئی چھ ہزار برس زندگی لایا ہو یا سات ہزار برس بہرحال یہاں سے چلنا ہی ہے اور ہر ایک کے لیے ایک میعاد مقرر ہے انسان ہر دن جو بڑا ہوتا ہے اسی قدر

اس کے ایام حیات کم ہوتے چلے جاتے ہیں آخر مسافر کی منزل طے ہو کر رہتی ہے فرمایا

السخاوۃ عند القلت والعفو عند القدرت

یہ دونوں امر بہت ہی خوب اور اعلیٰ ہیں۔

ف

نماز ظہر کے بعد قبلہ عالم مسجد میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص نے حاضر آ کر استدعائے تعویذ کی تو آپ لکھنے بیٹھ گئے۔ اور فرمایا کہ حضرت گنج شکر علیہ رحمۃ نے حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حضور عرض کی تھا کہ پنجاب کے بہت سے لوگ مجھ سے تعویذ طلب کرتے ہیں تو حضرت قطب نے فرمایا کہ ہر کام نہ تیرے ہاتھ میں ہے اور نہ ہمارے ہاتھ میں۔ اللہ کا نام لکھ کر دے دو اور فرمایا یہ فائدہ کیا کم ہے کہ سائل کا دل خوش ہو جاتا ہے اور وہ تسکین خاطر حاصل کر لیتا ہے۔

ف

حضرت قبلہ عالم رضی اللہ عنہ ایک بیمار کی عیادت کو تشریف لے گئے بندہ بھی آپ کے ہمراہ تھا راستے میں فرمایا کہ یہ مریض کئی روز سے کوئی غذا نہیں کھا رہا اور بہت ہی کمزور ہو گیا ہے اگر زندگی ہے تو اٹھ کھڑا ہو گا اس کا علاج بہت مشکل ہے۔ میں نے عرض کیا

کہ اللہ تعالےٰ نے حضور کو قدرتِ خلّاقی عطا کی ہے آپ کی نظر کرم ہو گی تو انشاء اللہ تعالےٰ شفایاب ہو گا اللہ تعالےٰ مسبب الاسباب ہے حضور نے تبسم فرمایا اور اس مریض کے لیے دعائے شفا فرمائی۔

ف

پاس انفاس کی سند بکلمہ اللہ اس طرح مقرر کی گئی ہے کہ اللہ کی ضم کو اشباع کے ساتھ پڑھیں تاکہ اس سے لفظ واؤ پیدا ہو۔ اور سانس کھینچنے کے وقت (اللہ) کو بادم کہیں۔ یعنی دم زبانِ دل ہوتا ہے اور سانس کھینچتے وقت لفظ (ھُو) دم کے ساتھ کہیں۔ ایک دن حضرت خلیفہ صاحب نے عرض کیا کہ اگر اس کے برعکس کیا جائے یعنی جب سانس نیچے لیا جائے تو اللہ کہا جائے اور جب اوپر کو کھینچا جائے تو لفظ ھو عمل میں آئے کیا یہ طریقہ بھی جائز ہے حضور تھوڑی سی دیر خاموش رہے پھر فرمایا یہ طریقہ ٹھیک نہیں ہے۔ بندہ نے عرض کیا کہ پاس انفاس کے شغل کے وقت زبان کو اگر کام دہن سے چسپاں کر دیا جائے تو یہ کیسا رہے گا فرمایا اس میں فائدہ ہے بندہ نے عرض کیا کہ کیا فائدہ ہے ارشاد ہوا بتلاؤں گا۔ چند روز کے بعد میں نے پھر اس پر اصرار کیا تو فرمایا پاس انفاس کے شغل کے وقت زبان کو کامِ دہن سے ملصق کر دینا معین توجہ ہے۔

اور ہمارا عمل بھی اسی طرح ہے۔

ف

میاں محمد اصلح نے ایک رات حضرت والا درجت کی خدمت میں عرض کیا کہ پہلے خواجگان نے بہت سی کتابیں سلوک میں مثل عوارف المعارف اور کشف المحجوب کے مرتب فرمائی ہیں لیکن حضرت خواجہ بزرگ اور حضرت قطب صاحب رضی اللہ تعالے عنہما سے کوئی کتاب تصنیف میں نہیں آئی۔ نہ جانے کیا وجہ ہے۔ حضرت قبلہ عالم نے فرمایا کہ خواجہ بزرگ علیہ رحمۃ کو ایسا استغراق تھا کہ انہیں کسی چیز کی خبر ہی نہ رہتی تھی۔ جب نماز کا وقت آتا تو سلطان التارکین ان کے کان میں الصلوٰۃ الصلوٰۃ پکارتے تو وہ اس وقت ادائے نماز فرماتے اور حضرت خواجہ قطب صاحب بھی اس قدر مستغرق تھے کہ آٹھ روز عام لوگوں سے ملنا جلنا موقوف تھا نماز کے وقت باہر تشریف لا کر امامت خود فرماتے نماز سے فارغ ہوتے ہی حجرہ میں چلے جاتے اور مشغول ہو جاتے مگر جمعہ کے دن ملازمت عام ہوتی اور بعد نماز جمعہ منبر پر جلوہ افروز ہو کر ایک آیت قرآن اور ایک حدیث شریف کا بیان فرماتے اگر کوئی چیز موجود ہوتی تو وہ حاضرین پر تقسیم کرتے اور اگر کچھ نہ ہوتا تو پانی کا ایک پیالہ بھر کر ایک گھونٹ اس سے خود نوش فرماتے اور باقی تھوڑا تھوڑا ہر کسی کو مرحمت ہوتا۔

اور پھر اپنے حجرہ میں تشریف لے جاتے۔ ایسی مشغولی میں وہ کیسے کوئی تصنیف کر سکتے تھے

حضرت قطب کا عالم استغراق اس حد تک پہنچ گیا تھا کہ جب ان کے فرزند کا انتقال ہوا تو

انہیں کچھ خبر نہ تھی۔ لوگوں کے جزع فزع کا شور سنا تو پوچھا کہ یہ کیسا شور ہے عرض کیا گیا کہ

آپ کے فرزند رحلت فرما گئے ہیں۔ فرمایا مجھے پہلے کیوں نہیں کہا گیا میں اللہ کی درگاہ میں

اس کی حیات کے لیے استدعا کرتا۔

ف

حافظ محمد جمال صاحب علیہ الرحمۃ نے اپنے پیر و مرشد کے حضور عرض کیا کہ احوال حضرت

بابا صاحب اور حضرت سلطان صاحب رضی اللہ عنہما کیسا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ احوال حضرت

بابا صاحب اس طور پر تھا کہ امام جو کہ نماز پڑھاتا تھا اس پر بھی یہ کیفیت ہو جاتی تھی کہ بجائے

قرأت کے کبھی کبھی وہ غزلیات پڑھنے لگتا ایک دن بے اختیار ہو کر قرأت کی بجائے وہ یہ شعر

پڑھنے لگا۔

پیش سیاست عشق رمح نطق سپئے زند

اے زہرا صعوہ کہ بس تو تو اچہ میزنی

فرمایا کہ حضرت سلطان صاحب پر بھی یہی حالت تھی کہ جب وہ سوار ہوتے تو ان

کے دائیں اور بائیں رباعیات پڑھنے والے چلتے اور کہتے ہیں کہ تین سو قوال حضرت سلطان کے دربار میں رہتے تھے۔ فرمایا کہ کسی شخص نے حضرت مولوی صاحب کی خدمت میں بھی ان کی تصنیف کے بارے میں عرض کیا تھا جس پر مولوی صاحب نے فرمایا ہمارے خواجگان کو فرصت ہی کب تھی کہ وہ کوئی کتاب تصنیف فرماتے۔

ف

حضرت قبلہ عالم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت قطب رضی اللہ عنہ کا وصال بحالت سماع اس طرح ہوا تھا کہ قوالانِ مجلس نے جب یہ شعر پڑھا ؎

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را　　　ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

جس وقت قوال مصرع اوّل پڑھتے تو آپ عالمِ فنا میں چلے جاتے اور جب مصرعہ ثانی الاپا جاتا تو عالمِ بقا میں چلے آتے یہی کیفیت بہت دیر تک رہی جب آپ کے وصال کی گھڑیاں نزدیک پہنچ گئیں۔ تو قوالان کے ذہن سے مصرعہ ثانی اس طرح محو ہوا کہ زبان پر نہ لا سکے اور مصرعہ اوّل ؏ کشتگانِ خنجرِ تسلیم را۔ پر اپنی جانِ مبارک جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔

ف

قبلہ عالم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت مولوی صاحب رضی اللہ عنہ دہلی سے برابتہ

پانی پت پاکپتن تشریف لے جا رہے تھے جب پانی پت میں پہنچے تو رات کو حضرت شاہ بو علی قلندر علیہ رحمۃ کے مزار پر قیام کیا اور فرمایا میں جس مطلب کے لیے پاکپتن شریف جا رہا تھا بابا صاحب نے میرا وہ کام یہاں پر کر دیا ہے۔

مولوی صاحب نے فرمایا میں جب سے دہلی میں آیا تو مجھے حضرت سلطان صاحب کی زیارت کا شرف میسر نہ ہو سکا۔ دل میں خیال آیا کہ پاکپتن شریف چلا جاؤں ممکن ہے کہ حضرت بابا صاحب کے طفیل حضرت سلطان صاحب کے گلہائے زیارت چن سکوں تو الحمد للہ کہ یہاں پانی پت میں دو نو حضرات یعنی بابا صاحب اور سلطان صاحب کے فیضِ زیارت سے سرفراز ہو چکا ہوں۔

ف

ایک رات بعد نماز مغرب میں حضرت قبلہ عالم کے حضور حاضر ہوا اور آپ کے اعضائے شریف عنصر لطیف کو ملنے اور دبانے لگا جب پائے گرامی کے انگوٹھے پر ہاتھ رکھا تو آپ نے فرمایا کہ اس انگوٹھے کے قریب بوصہ سے درد چلا آ رہا ہے۔ دو روز کے بعد صبح کے وقت چند اور ساتھیوں کی موجودگی میں خدمت عالیہ میں مستفید زیارت ہوا تو آپ نے فرمایا کہ حضرت مولوی صاحب رضی اللہ عنہ کو سالہا سال سے درد نقرس تھا یعنی (ابہام)

میں تکلیف رہتی تھی۔ لیکن کسی کو اس کا علم نہ تھا اور مجھے فرمایا کہ میں بھی عرصہ سے اس تکلیف میں مبتلا ہوں۔ زانو مبارک کو برہنہ کر کے دکھایا کہ یہاں پر بھی درد ہوتا ہے میں نے عرض کیا کہ حکما بہت ہیں بہت مناسب ہے کہ اس کا علاج کیا جائے تو آپ نے فرمایا۔ یہ موروثی درد ہے حضرت شیخ صاحب قبلہ حضرت شاہ کلیم اللہ صاحب اور حضرت شیخ یحییٰ مدنی رضی اللہ تعالےٰ عنہم بھی اسی تکلیف میں مبتلا تھے۔ پس اس موروثی مرض کا کیا علاج کیا جائے اسی اثنا میں فرمایا کہ حضرت مولوی صاحب قبلہ رضی اللہ عنہ فن طب میں مہارتِ تامہ رکھتے تھے اور حضرت شیخ صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ بھی حکمتِ عملی و دخلی میں کامل تھے اور حضرت شیخ صاحب نے حضرت مولوی صاحب کو بہت سے علوم کی ایک ایک کتاب خود پڑھائی ہے۔ چنانچہ علم حدیث میں مشارق الانوار اور فقہ میں شرح وقایہ اور سلوک میں نفحات الانس کے اسباق دیئے ہیں۔

اور جو کچھ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولوی صاحب کو پڑھایا ہے اللہ تعالےٰ نے اُس میں حضرت مولوی صاحب کو کمال فوقیت بخشی ہے اور علم طب میں بھی آپ کو وہی خصوصیت حاصل تھی۔

حضرت نے فرمایا کہ حضرت شیخ صاحب نے اپنے تمام فرزندوں میں سے ایک کو حضرت

مولوی صاحب کے شرف بیعت سے ممتاز کرایا اور فرزند کلاں کو خواجہ کامگار خاں سے جو کہ

شیخ صاحب کے اکمل وارشد خلفا میں سے تھے اور دوسرے فرزندان و معصومہ ہا کو بھی

حضرت مولوی صاحب کی بیعت سے سرفراز فرمایا تھا۔

ف

حضرت قبلہ عالم و عالمیان نے فرمایا کہ ایک شخص داروغہ جیل اور جلاد تھا جب

اس نے انتقال کیا تو تمام لوگ اس کے جنازہ میں شریک ہوئے لیکن حضرت شیخ جنید

رضی اللہ عنہ اس کے جنازہ میں شامل نہ ہوئے کیونکہ وہ شخص ظالم اور فاجر تھا کچھ عرصہ

کے بعد شیخ صاحب نے اس کے حال کا معائنہ کیا تو دیکھا کہ وہ شخص بہشت میں خوش و خرم

اور محظوظ خاطر ہے۔

اس سے پوچھا گیا کہ تیری نجات کا کیا سبب ہے اُس نے کہا کہ میری عفو دو سبب سے

عمل میں آئی ہے۔ ایک تو اُس صاحب کی وجہ سے جس نے میرے جنازہ سے اعراض

کیا تھا دوسرا یہ کہ میں سورۃ اخلاص کثرت سے پڑھا کرتا تھا۔

ف

ایک روز حافظ محمد ناصر نے بجناب قبلہ عالم رضی اللہ عنہ عرض کیا کہ طعام ہو یا کلام

جو کہ کسی کے روح کو پہنچانے کے لیے معین کر کے پڑھا جائے اور پھر وہی کسی دوسرے ارواح کو بخشا جائے تو کیا یہ جائز ہے یا نہ۔

آپ نے فرمایا۔ کلام کسی کے روح سے معین کر کے پڑھنا درست ہے اور اگر کسی دوسرے روح کو بخشا جائے تو مضائقہ نہیں مگر حضرت مولوی صاحب ہمیشہ اس نیت کے ساتھ پڑھتے تھے کہ جس شخص کے روح سے مخصوص کر لیتے اسی کو بخشتے۔

اسی اثنا میں میاں حافظ عبداللہ نے عرض کیا کہ درود شریف کسی دوسرے کی نیت سے پڑھنا کیسا ہے کیونکہ درود شریف ملکیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے پڑھنے کے ساتھ ہی یہ بارگاہ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں راجع ہوتا ہے آپ نے فرمایا کہ درود شریف مرنے والے کی طرف سے نیا نیا پڑھنا چاہیے۔

ف

ایک روز بعد نماز مغرب بندہ خدمت عالیہ میں حاضر ہوا تو مجھ سے پہلے کسی بارے میں ذکر ہو رہا تھا۔ نہ معلوم وہ کیا تذکرہ تھا۔ لیکن بندہ نے زبانِ حقیقت ترجمان سے اتنا ضرور سنا کہ فقرا کا کام ہر کسی کو اچھا کہنا اور دعا کرنا ہے اس کے بعد جو کچھ بھی کسی پر آنا ہے آ کر رہے گا کیونکہ اللہ تعالےٰ کے کام میں نہ کسی انبیا کو دخل ہے اور نہ کسی

اولیا کو وہ خدا ہے اپنے کام جمال سے بھی کرتا ہے اور جلال سے بھی -

ف

ایک دن خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کے بارے میں ذکر ہو رہا تھا حضرت قبلہ عالم نے فرمایا کہ مریدان شمس الدین فی الحقیقت مریدان یک چمن ہیں چنانچہ میاں قطب الدین کا مرید ہونا گویا نواب غازی الدین کا مرید ہونا ہے (الاعمال بالنیات)

ف

حضرت قبلہ عالم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک شخص حضرت سلطان التارکین کی خدمت میں حاضر ہوا اور التماس کیا کہ مجھے خدا کا راستہ دکھائیے سلطان التارکین نے فرمایا کہ تم پہلے کہیں پہ عاشق ہوئے ہو سائل نے انکار کیا تو آپ نے فرمایا کہ جاؤ کسی سے دل لگا کر فریفتہ ہو جاؤ حالانکہ وہ سائل پہلے ہی سے کسی سے اس قدر وابستہ عشق ہو چکا تھا کہ زنار تک اپنی گردن میں ڈال چکا تھا لیکن از روئے ادب حضرت سلطان التارکین سے یہ ماجرا نہ کہہ سکا جب واپس ہوا تو اسے اپنے اس اخفا پر بہت ندامت ہوئی ندامت کا یہ تاثر لے کر پھر بجناب سلطان التارکین حاضر ہوا اور حقیقت حال عرض کی تو حضرت بشفقت تمام اس سے بغلگیر ہوئے اور فرمایا کہ تم ہمارے کام کے لائق ہو پھر راہ حق

بھی دِکھا دیا۔

ف

آپ نے فرمایا کہ حضرت مولوی صاحب رضی اللہ عنہ نے اس قطعہ زمین جہاں پر حضرت قطب صاحب کا مزار مبارک ہے۔ اور دوسرے مقبول لوگ بھی جو اس جگہ جمع ہیں کے بارے میں فرمایا کہ ایسی متبرک جگہ نظر سے نہیں گزری۔ اور اپنی زبان گہرافشاں سے یہ بھی فرمایا تھا کہ حضرت خواجہ قطب صاحب دہلی شریف میں عید نماز پڑھنے کے لیے عیدگاہ میں تشریف لے گئے جب وہاں سے مراجعت فرما ہوئے تو اس جگہ پر جہاں اب اُن کا مزار گرامی ہے جو اس زمانے میں بالکل ویران تھی ٹھہر گئے اور فرمایا کہ مجھے اس مقام سے اولیا کی خوشبو آتی ہے۔ اُس اراضی کے مالک کو بُلوا کر اس سے قیمتاً خرید فرمالی اور پھر اس پر چار دیواری کا انتظام فرمایا۔ اب اس چار دیواری میں شہید محبت کے قبور ہیں اور حضرت قطب رضی اللہ عنہ کا مزار پُر انوار بھی اسی جگہ موجود ہے۔

محمود نام قوال جو کہ آپ کا درباری قوال تھا جب بھی مجلس سماع میں مامور ہوتا تو اس مجلس میں ایک دو آدمی حاضرین میں سے شہید محبت ہو جاتے اور فرمایا کہ حضرت قطب رضی اللہ عنہ کا وصال مبارک بھی حالت سماع میں ہوا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ حضرت

قطب صاحب کا وصال قبل از وصال حضرت خواجہ بزرگ کے ہوا ہے۔

ف

ایک دن میاں محمد اصلح نے بارگاہ قبلہ عالم میں عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں۔

التصوف شرك لان التصوف صيانة القلب عن الغير ولا غير!

آپ نے فرمایا یہ صیانت یعنی نگہبانی بھی غنیمت ہے۔ جو شخص شرک وغیرہ امور سے

واقف نہیں وہ اس کے متعلق کیا کچھ کہہ سکتا ہے۔

ف

حضرت قبلہ عالم کی خدمت میں ایک شخص نے عرض کیا کہ حضرت شاہ شرف الدین

بو علی قلندر کس سے بیعت ہوئے تھے آپ نے فرمایا ان کی بیعت شہاب الدین عاشق سے تھی

جو کہ حضرت خواجہ صاحب کے مرید تھے۔ اور ان کا مزار دہلی کی عیدگاہ کے قریب واقع ہے

اور بعض کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت سلطان سے شرف بیعت حاصل کیا تھا۔

اسی اثنا میں عرض کیا گیا کہ انہیں لفظ قلندر سے مخاطب کیا جاتا ہے اس کی وجہ تسمیہ

کیا ہے ارشاد ہوا کہ وہ اپنی آزاد منش طبیعت کے باعث قلندرانہ انداز سے بسر کرتے

تھے۔ بندہ نے التماس کی کہ جب حصول ولایت بدوں متابعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم

ممکن نہیں تو پھر بو علی قلندر کو کیونکہ اس مقام کا راز دار سمجھا جاتا ہے حضور نے فرمایا کہ بو علی قلندر اہل ورع و تقویٰ اور صاحب شریعت تھا ان کی یہ کیفیت بعد میں معلوم ہوئی ہے لیکن وہ غلبہ سکر کی وجہ سے عالم سکر میں بے اختیار تھے لہٰذا معذور جاننے چاہئیں۔ زبان حقیقت ترجمان سے فرمایا کہ ایک دن حضرت سلطان صاحب علیہ جمنا کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک جمنا سے ایک ہاتھ باہر نکلا اور حضرت سلطان صاحب کے ہاتھ میں ایک کاغذ کا ٹکڑا دے کر غائب ہو گیا۔

حاضرین نے عرض کیا کہ حضرت یہ ہاتھ کس کا تھا فرمایا یہ ہاتھ شاہ شرف الدین بو علی قلندر کا تھا اس نے ہم سے اقامت کے لیے مکان طلب کیا ہے ان کا باقی وجود نہیں تھا۔

ف

ایک دن قبلہ عالم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت مولوی صاحب رضی اللہ عنہ جب دہلی سے پاک پتن شریف تشریف لے جا رہے تھے تو پہلے پانی پت میں جو کہ دہلی سے لاہور کی طرف چالیس کوس کے فاصلہ پر واقع ہے شاہ شرف قلندر کے مزار پر قیام کیا اور صبح کے وقت فرمایا کہ ہم جس کام کے لئے جا رہے تھے حضرت بابا صاحب رضی اللہ عنہ نے ہمارا وہ کام یہاں پر کر دیا ہے لیکن حضرت بابا صاحب کے مزار پر انوار

پرضرور جانا چاہیے تاکہ پنج خواجگان کی زیارت حاصل ہو جائے بعدہٗ پاک پتن تشریف لے آئے اور یہ بھی فرمایا کہ پانی پت خوب متبرک مقام ہے۔ بزرگان پورب کے بارے میں ذکر ہونے لگا تو آپ نے فرمایا کہ پورب عاشقوں کی کان ہے۔

ف

ایک شخص نے بجناب قبلہ عالم رضی اللہ عنہ عرض کیا کہ سلطان التارکین شیخ حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ نے کس سے بیعت کی تھی اور سلطان التارکین کے لقب کی وجہ تسمیہ کیا ہے آپ نے فرمایا ان کی بیعت خواجہ بزرگ علیہ رحمۃ سے ہے اسی اثنا میں ایک شخص عرض پرداز ہوا میں نے سنا ہے کہ لقب سلطان التارکین بھی حضرت خواجہ بزرگ سے انہوں نے پایا ہے۔ آپ نے فرمایا ایسا ہی ہے۔ لیکن سبب ظاہر ہے کہ انہوں نے اس قدر ترک اختیار کیا کہ ایسا کوئی دوسرا شخص دیکھنے میں نہیں آیا اور یہ بھی فرمایا کہ ناگور کے قریب سوال نام ایک قریہ ہے جہاں پر آپ اقامت گزیں تھے اسی وجہ سے ان کو حمید الدین ناگوری سوالی بھی کہتے اور لکھتے ہیں۔

ف

قبلہ عالم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت مولوی صاحب رضی اللہ عنہ جب کسی

دوست کو دوسرے دوستوں کے ساتھ الفت اور یاری کرتے ہوئے دیکھتے تو بہت
مسرور ہوتے اور فرماتے کہ یہ شخص کام کے لائق ہے اور جب کسی دوست کو کسی کے
ساتھ بے مروت اور بے الفت پاتے تو فرماتے یہ بیکار ہے اور اس سے کوئی فائدہ
حاصل نہیں ہو گا۔

ف

جمعہ کے دن بعد نماز صبح قبلہ عالم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک روز حضرت مولوی صاحب
رضی اللہ عنہ وضو فرما رہے تھے اور اس وقت مسرور حاضر تھے بندہ بھی حاضر تھا مجھ سے
فرمایا تمہارے آباؤ اجداد کیا کام کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا لوگوں کے مال کی نگہبانی
کھیتی باڑی اور جانور چرالتے ہیں آئندہ کے لیے جو امر ہو۔ حضرت مولوی صاحب تھوڑی
سی دیر کے لیے سکوت فرما ہوئے پھر ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں اپنا کسب کہوں گا۔

ف

حضرت قبلہ عالم علیہ رحمتہ نے فرمایا کہ میں دہلی کی طرف مولوی صاحب رضی اللہ عنہ
کی زیارت کے لیے گیا جب بارگاہ مولوی صاحب میں پہنچا تو حضور نے ان دوستوں
کا ذکر فرمایا جو حضرت کے منشائے گرامی کے خلاف عمل پیرا تھے حضرت مولانا رضی اللہ عنہ

کے اس اظہار سے میں سمجھ گیا کہ یہ ہمیں تلقین ہو رہی ہے تاکہ جو کچھ بھی اُن کی مرضی مبارک کے

خلاف ہو اس سے محترز رہوں۔

اور یہ بھی فرمایا کہ حضرت مولوی صاحب علیہ رحمۃ کے بعض دوستوں میں سے جیسا کہ میاں غلام حسین ساکن شہر اکبرآباد کو کچھ نہ کچھ احوال معرفت کا پتہ تھا لیکن مشارٌ الیہ اپنے احوال کو بزرگان کے اُن احوال میں مدغم کر دیتا تھا جو کہ وہ کتابوں سے اخذ کرتا اور اُن احوال کو مولانا کے حضور بیان کرا بھیجتا تو حضرت مولانا فرماتے مجھے اس مقام کی خبر نہیں تو مجھ سے آگے نکل گیا ہے اور قبلہ عالم نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے مولوی روح اللہ جو کہ حضرت مولوی صاحب کے دوستوں میں سے تھے کی موجودگی میں فرمایا تھا کہ یہ مرد صالح صاحب علم و ریاضت اور اہل مجاہدہ ہے لیکن کسی سبب کی وجہ سے کوئی خبر نہیں رکھتا اس لیے شیخیت کے لائق نہیں چنانچہ قبلہ عالم نے فرمایا کہ ایک دن مولوی روح اللہ کو رخصت نہ کرنا چاہتے تھے وہ بدوں طلب رخصت چلا گیا تو اس کو جو کچھ بھی پیش آیا۔ اُس نے دیکھا اور یہ بھی فرمایا کہ حضرت مولوی صاحب فرماتے تھے جیسا کہ فرعون نے دیکھا تھا۔ اسی اثنا میں محمد اصلح نے عرض کیا کہ بزور وحدت کہہ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا نہیں وہ ....

ف

حضرت قبلہ عالم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ایک مرتبہ اجمیر شریف سے دہلی میں حضرت مولوی صاحب رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لیے گیا جس دن میں دہلی میں داخل ہوا تو آپ اپنے مکان پہ سرکنڈوں کے چھپر کے نیچے جلوہ افروز تھے اور اس روز معمول سے زیادہ وقت بندہ کی انتظار میں بیٹھ گئے تھے جب میں قدم بوسی کے شرف سے مشرف ہوا تو آپ کے دوستوں نے مجھے ٹھنڈا شربت گلاب عنایت کیا۔ اور حضرت نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تمہارے لیے ایک عجیب اور عمدہ عمل پیدا کر رکھا ہے جس پر میں تسلیمات بجا لایا۔ اور عرض کیا کہ زہے نصیب۔ بندہ کے پہنچنے سے پہلے بھی آپ اپنے دوستوں سے فرماتے رہے کہ میں نے ایک عمدہ عمل پیدا کر رکھا ہے لیکن یہ عمل فلاں سے کہا جائے گا چند روز کے بعد حضور نے مجھے تنہائی میں یاد فرمایا۔ میں حاضر ہوا تو فرمایا کہ یہاں پہ کوئی دوسرا تو نہیں بیٹھا۔ میں نے عرض کیا۔ کوئی نہیں ہے حضور متبسم ہوئے اور فرمایا غور سے دیکھو ممکن ہے کوئی چھپا بیٹھا ہو۔ میں نے عرض کیا کوئی یہاں تو نظر نہیں آتا البتہ دو شخص دور بیٹھے ہوئے ہیں فرمایا وہ اس پر وقوف نہیں رکھتے اُن کے بیٹھے رہتے ہیں کوئی مضائقہ نہیں۔ بعدہٗ از راہ کرم تلقین عمل ارشاد کرتے

ہوئے فرمایا کہ جو بھی اس لائق ہوتا ہے اس کو ایسا عمل دیا جاتا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ جب میری طبیعت خوش نہ ہوا کرے تم میرے سامنے مت بیٹھا کرو۔ اور ہمارے اعمال کو نہایت حفاظت سے رکھنا تاکہ کوئی دغابازی سے نہ لے جائے اور ان کو بے محل بھی استعمال نہ کرنا جب بات یہاں پہنچی تو حافظ محمد الیاس نے عرض کیا کہ ناخوشی کے وقت حضور کے سامنے بیٹھنے سے کوئی اثر مرتب ہوتا تھا قبلہ عالم نے فرمایا کہ اثر کیا معنی رکھتا ہے۔ بلکہ جو شخص اس عالم میں آپ کے سامنے آجاتا تو اس کی بیخیں بھی اکھڑ جاتیں۔ فرمایا حضرت مولوی صاحب رضی اللہ عنہ ہر وقت تلقین وارشاد نہ فرماتے تھے بلکہ اس وقت جبکہ آپ کا مزاج مسرت وانبساط سے بھرپور ہوتا۔ چاپلوس اور خوش آمد کرنے والے سے رنجیدہ خاطر ہوتے اور جو کوئی سادہ طور خدمت عالیہ میں حاضر آتا اس سے خوش دل ہوتے۔

ف

ایک دن نماز جمعہ کے بعد قبلہ عالم رضی اللہ عنہ، قرآن شریف تلاوت فرما رہے تھے جو بہت ہی خوشخط تھا۔ بعد از فراغت فرمایا کہ حضرت مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بہت ہی خوشخط و مکلف قرآن مجید اور حمائلیں تھیں لیکن آپ

ہمیشہ حضرت کلیم اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا قرآن مجید پڑھتے تھے جو کہ بہاری خط میں تھا اور اس کی قیمت بھی انہیں معلوم تھی۔

ف

ایک روز حضرت قبلہ عالم علیہ الرحمۃ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص سفارش کی غرض سے کاغذ پر مہر ثبت کرانے حاضر آیا اسی اثنا میں آپ نے فرمایا کہ حضرت مولوی صاحب رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کا فیض عام تھا چنانچہ انہوں نے ایک منشی اپنی حویلی کے دروازہ پر صرف اسی غرض سے بیٹھا رکھا تھا کہ جب بھی کوئی سائل کسی کے ہاں سفارش طلبی کے لیے آئے تو وہ منشی اُسے سفارشی خط لکھ کر اس پر مہر ثبت کر دیا کرے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ شیخ صاحب کی سفارش پر اگر کوئی کام کر دیتا تو بہتر ورنہ آپ رنجیدہ نہ ہوتے اور قبلہ عالم نے یہ بھی ارشاد کیا کہ شیخ صاحب کی سبح مبارک کیا خوب تھی کہ ایک سبح پر یہ تھا کہ ذکر مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔ اور دوسری سبح پر یہ تھا کہ دلوں کی رعایت میں کوشش کرنا اور دین کے نظام کو دنیا کے عوض مت بیچنا۔

ف

قبلۂ حاجت مندان حضرت قبلہ عالم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت کلیم اللہ صاحب

رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنے تمام فرزندوں کو سلسلہ قادریہ میں بیعت فرمایا ہوا تھا۔ اور فرماتے تھے کہ سلسلہ چشتیہ نہایت ہی پُرشفقت و دریا صفت ہے مگر حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا دامن فراخ اور کشادہ ہے جو ہر ایک کی پوشیدگی کے لیے کافی ہے

ف

قبلہ عالم رضی اللہ علیہ نے فرمایا کہ ذات پاک حضرت مولانا رضی اللہ تعالےٰ عنہ بہت خوش طبع تھی مگر جس وقت بندہ حاضر ہوتا خوش طبعی نہ فرماتے ہم بھی اس کا لحاظ رکھتے تھے کہ جب آپ کے حضور میں آپ کے خوش طبع دوست حاضر آتے تو ہم اُٹھ کر چلے جاتے۔

دریں اثنا حضرت خلیفہ صاحب نے عرض کیا کہ اس کی کیا وجہ تھی کہ آپ کے ساتھ خوش طبعی روا نہ رکھی جاتی قبلہ عالم نے فرمایا کہ یہ بھی ایک حکمت تھی۔ حضرت مولانا ہر طریق کے لوگوں کی نگہداشت فرماتے اور ان کے مزاج کے مطابق طریقہ تلقین اختیار کرتے تھے۔ چنانچہ مولانا کے دالان کے نزدیک دوست سوتے تھے مگر مجھے یہ حکم تھا کہ میں علیحدہ مکان میں رہوں اور مجھے کتاب کا سبق بھی تنہائی میں دیا کرتے۔ بعدہٗ مولوی صاحبان و دوسرے لوگ آتے اور سبق پڑھتے تھے۔

ف

ایک دن میاں محمد اصلح نے عرض کیا۔ کہتے ہیں کہ سورالمومنین شفاء (مومن کا جوٹھا شفا ہے) اور مومن سے مراد انسان کامل ہے اور عوام کہتے ہیں کہ مومن کے جوٹھے سے کیوں کر شفا ہو جیسا کہ بخار کا مریض کیونکہ اُسے شدت کا مرض ہوتا ہے۔
قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر مومن سے انسان کامل مراد لی جائے تو پھر دوسرے لوگ کہاں جائیں بلکہ تمام مومن ہیں اور ہر کسی کا جوٹھا اس کے ایمان کے مدارج کے مطابق شفا ہے کیونکہ ایمان سے کوئی خالی نہیں۔ جو کوئی بھی جس قدر ایمان رکھتا ہے اسی قدر اس کے جوٹھے سے شفا حاصل ہوتی ہے۔

بہت دنوں کے مریض کے لیے جب معالجہ بھی بہت دنوں کا درکار ہے اسی طرح مومن کے جوٹھے کے استعمال میں بھی مداومت چاہیے۔

ف

ایک دن حضرت قبلہ عالم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پردہ اور حجاب بھی دوئی ہے ہم نے تمام عمر میں صرف ایک شخص یعنی حضرت مولوی صاحب رضی اللہ عنہ کو دوئی سے پاک دیکھا ہے جب پہلے پہل دہلی میں تشریف فرما ہوئے تو آپ کی خدمتِ عالیہ

میں صرف ایک غلام اور ایک دوسرا آدمی تھا۔ آپ کو تقریباً تین ماہ کا عرصہ گزرا ہو گا کہ بندہ نے خدمتِ مقدسہ میں حاضر ہو کر شرف غلامی حاصل کیا اس کے بعد بادشاہ امرا اور وزیر بغرض زیارت خدمتِ گرامی میں آتے تھے پہلے زمانے سے لے کر اب تک جسے پینتیس ۳۵ برس کا عرصہ ہو چکا ہے کبھی بھی حضرت کے مزاج مبارک سے تفاوت اور تجاوز ظہور میں نہیں آیا۔ محض اس لیے کہ اُن میں دوئی نہیں تھی۔ جتنے کہ فاقہ کے وقت بھی یہی حالت رہتی اور اگر کہیں سے تین چار ہزار روپے آجاتے تو بھی اسی طور سے رہتے۔ اور فرماتے کہ فاقہ ہم لوگوں کی شامت کی وجہ سے ظہور میں آیا ہے دوست جب سیر نان ہو جاتے ہیں تو آپس میں جھگڑتے ہیں پس اسی طریقہ سے اُن کا نزاع رفع ہوتا ہے اور وہ سوتے رہتے ہیں۔ اور جب کبھی آدھی رات کو بھی روٹی آجاتی تو اسی وقت میاں احمد کو تقسیم پر مامور فرماتے وہ روٹی کا ٹکڑا ٹکڑا مدرسہ کے چھوٹے اور بڑے سب کو دے دیتا۔ اور کبھی صبح تک فاقہ میں رہتے۔ اور خود بھی رفیقِ فاقہ رہتے۔ آنے اور نہ آنے کی حقیقت معلوم نہ ہوتی تھی۔

قبلہ عالم نے فرمایا اس دفعہ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ کسی سے کوئی ربط نہیں رکھتے ایک گونہ بیگانگی معلوم ہوتی تھی

گفتگو فرماتے وقت بھی کوئی خاص اُنس دیکھنے میں نہ آیا۔ اس حالت کے معائنہ سے
میرے دل پر ہیبت چھا گئی اور میں دور سامنے کے دالان میں پڑا رہتا مگر بہت زیادہ
سامنے نہ بیٹھتا۔ ایک دن اُس کریم النفس نے سید احمد سے فرمایا کہ اب نور محمد زیادہ
دیر ہمارے ہاں نہیں بیٹھتا سید احمد نے مجھ سے یہ تذکرہ کیا تو میں نے کہا کہ مجھے ہیبت
ہوتی ہے اس نے حضور میں میری اِس کیفیت کے متعلق گذارش کی۔ تو آپ نے
فرمایا تم نے ایسا کہا ہے میں نے عرض کیا کہ ہاں حضور مجھے ہیبت ہوتی ہے کیونکہ مزاج
مقدس میں کسی کے ساتھ ربط نہیں دیکھا حضور نے ازراہ کرم تبسم فرمایا۔ اور ارشاد ہوا
کہ تمہارے ساتھ یہ روش نہیں اُس کے بعد روزانہ مشرف بہ زیارت ہوتا تو آپ
اُسی بات کو یاد فرما کر تبسم فرماتے۔

ف

حضرت قبلہ عالم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر کوئی سالک اپنے کو خدمت
میں نیا آیا ہوا سمجھے اور ہر دن کو روزِ اوّل کہے تو اُس کا کام انجام تک پہنچے گا۔ اور اگر
یہ دوسرے دن کو دوسرا روز جاننے لگا تو وہ تباہی میں پڑے گا۔ العیاذ باللہ۔

ف ایک دن ایک عزیز قبلہ عالم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کتاب لوائح کا سبق

پڑھ رہا تھا بندہ بھی سامع تھا نفی وجود کے بارے میں مسئلہ چھڑا ہوا تھا اثنائے سبق میں حضرت نے فرمایا کہ ابتدائی حالت میں سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ ایک زمیندار کے لڑکے پہ فریفتہ تھے اُس کے مکان کے سامنے سرکنڈوں کا مکان بنا کر اقامت پذیر ہو گئے۔

ایک دفعہ آدھی رات کے وقت اُن پہ محبوب کے دیدار کا غلبہ غالب آیا اور وہ دولت مند زادہ اپنے گھر میں سویا ہوا تھا مکان کے دروازے بند پڑے تھے یہ بہت بیتاب ہوئے آخر انہوں نے یہ چارہ کیا کہ اپنے خس خانہ میں آگ لگا دی۔ ہنگامۂ آتش کی وجہ سے لوگ باہر نکل آئے زمیندار کا بیٹا بھی تماشا دیکھنے کے لیے اپنے گھر سے باہر آ گیا تو انہوں نے اس کے دیدار سے تمتع حاصل کیا۔

آنحضرت نے اس مصرعہ کے بیان میں فرمایا ہے (کہ گل است اندیشۂ تو گلشنے) کہ صرف اسی اندیشہ سے کام تکمیل تک نہیں پہنچتا۔ جبتک کسب کرنے میں اپنے کو محو نہ کرے جیسا کہ ایک شخص حج کو جانے کا ارادہ کرتا ہے اور یہ بھی جانتا ہے کہ مکہ اس طرف ہے مگر جب تک کمربستہ ہو کر راہی نہ ہو اور اپنے پہ مشکلات سفر گوارا کر کے منازل طے نہ کرے اور صرف اسی فکر میں بیٹھا رہے ہرگز مقصد حاصل نہیں کر سکتا۔

اور مجاہدہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ کم کھائے کم سوئے اور کم گفتگو کرے اور مخلوق سے بھی زیادہ اختلاط نہ رکھے۔

بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ دل میں زن و فرزند زراعت وغیرہ کے باعث خطر لاحق ہوتے ہیں لاچار ہو کر انسان اُن خواطر کی وجہ سے حال سے محروم ہو جاتا ہے چاہیے کہ اسباب خواطر کو ترک کر دے۔

ما فقیراں را تماشائے چمن درکار نیست
داغہائے سینۂ من کمتر از گلزار نیست

فرمایا رات کے وقت جب کنوے کی آواز سنتا ہوں تو مجھے بہت تعجب ہوتا ہے کہ لوگ صرف دانہ حاصل کرنے کی غرض سے شب بھر بیدار رہتے اور تکلیف اٹھاتے ہیں اور یہ اندیشہ بھی لاحق ہوتا ہے کہ شاید کوئی آفت نازل نہ ہو جائے کوئی چیز ہاتھ میں آسکے یا نہ آئے لیکن اللہ تعالےٰ کی عبادت و بندگی کے لیے کوئی شخص رات بھر جاگنے اور محنت کرنے والا نظر میں نہیں آتا۔

سبحان اللہ جو شخص بھی اس طریقہ سے وابستہ ہے اللہ تعالےٰ کی عنایت سے مقصد تک پہنچتا ہے اور خالی نہیں اُٹھتا۔

ت۔ قبلہ عالم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک شخص سوار ہو کر شہر سبا جو لیلی کا مسکن

تھا کو جا رہا تھا شہر سبا وہاں سے سو کوس کے فاصلہ پر واقع تھا۔ مجنوں پیغام دینے کی غرض سے اس کے ساتھ ہو لیا ابھی پیغام ختم نہ ہونے پایا تھا کہ شہر سبا آگیا۔ اُس سوار نے مجنوں سے کہا کہ شہر سبا آگیا ہے اب تم خود ہی لیلیٰ سے پیغام کہنا سوار یہ کہہ کر اپنی منزل پر چلا گیا۔ اور مجنوں ایک جگہ پر آکر بیٹھ گیا ایک شخص نے اس کو اونٹنی کے دودھ میں شکر ملا کر دی جب مجنوں نے دودھ پی لیا تو اس پر نیند کا غلبہ ہونے لگا۔ مجنوں سونے کے لیے حیران ہوا کہ مبادا لیلیٰ کے گھر کی جانب پاؤں نہ ہو جائیں کیونکہ اُسے خانہ لیلےٰ کا علم نہ تھا چنانچہ اُس نے ایک دیوار سے پاؤں لگا کر جانب آسمان اونچے کر لیے اور سو گیا۔ جب صبح ہوئی تو سوار کے دل میں خیال آیا کہ مجنوں مسافت سفر کے باعث مر گیا ہوگا اور اگر نہیں مرا تو حکیم سے دریافت کر کے اس کا علاج کرنا چاہیے۔

چنانچہ اس سوار نے حکیم کے ہاں جا کر علاج دریافت کیا تو اُسے بتلایا گیا کہ مسافتِ سفر کے مریض کو اونٹنی کے دودھ میں میٹھا ملا کر پلانا چاہیے اور پھر اس کی ٹانگیں آسمان کی جانب اونچی کر کے سُلا دیا جائے وہ سوار حیران ہوا کہ غریب مسافر کو کس نے اس طرح کا دودھ دیا ہوگا اور اُسے اس علاج کی کیا خبر یقیناً مر گیا ہوگا تفحص حال کے لیے جب اس جگہ پہنچا تو مجنوں کو بخیر و عافیت سلامت پایا۔ واقعہ یہ ہے کہ کسی کا اونٹ

گم ہو گیا تھا اُس نے مسافر کو اونٹنی کے شیر شیریں پلانے کی منت مانی تھی اتفاقاً اس نے وہ دودھ مجنوں کو پلا دیا۔ سبحان اللہ۔

ف

حضرت قبلہ عالم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک دن مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کسی جانب سے سوار ہو کر بازار میں چلے آرہے تھے کہ ایک یہودی نے انہیں سلام کیا اور پاؤں مبارک کو چوما۔ حضرت مولانا روم گھوڑے سے اُتر پڑے یہودی کے پاؤں کو بوسہ دیا اور بے انتہا تعظیم کی۔ اور پھر سوار ہو گئے۔ آپ کے بعض خدام نے عرض کیا کہ حضرت اس قدر تواضع یہودی کے ساتھ کیوں روا رکھی گئی ہے جواباً فرمایا۔ وہ یہودی ہے اور میں محمدی مرد ہوں میں نہیں چاہتا کہ ہم محمدی لوگوں سے ایک یہودی تواضع میں سبقت لے جائے۔

ف

یہ بندہ حضرت خلیفہ نور محمد نارووالہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کتاب فقرات پڑھ رہا تھا ایک مسئلہ کے سمجھانے میں انہوں نے تامل کر کے فرمایا کہ یہ مسئلہ حضرت قبلہ عالم غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھیں گے۔ چنانچہ ایک وقت حضرت خلیفہ صاحب کی

معیت میں حضور قبلہ عالم سے مسئلہ مذکور کے بارے میں عرض کیا تو آپ نے اس مسئلہ کو ایک ہی

اشارہ میں حل کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک دن دہلی شریف میں حضرت مولوی صاحب

رضی اللہ عنہ مسجد سے باہر تشریف لائے تو ان کے ہاتھ میں کتاب فقرات تھی۔ مجھے

کتاب فقرات عنایت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہ کتاب تمہارے بہت کام آئے گی۔

اکثر اس کتاب کو دیکھتے رہنا یہ کتاب جذبہ کے پیدا کرنے والی ہے۔

ف

آنحضرت نے فرمایا کہ عام لوگ جب کسی چیز کو حلال سمجھتے ہیں تو اُسے بہت کھاتے

ہیں جیسا کہ بھینس کا دودھ دو دو کٹورے پکڑ کے پی جاتے ہیں حالانکہ نیم کٹورہ پر ہی اکتفا

کیا جا سکتا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ وہ شریعت کے باطن پر نگاہ نہیں رکھتے صرف ظاہر

ہی کو دیکھتے ہیں۔

در اصل اہم ترین کام قلتِ طعام و منام اور قلتِ کلام و ترک صحبت عوام ہے لیکن

اس طرف کوئی رجوع نہیں کرتا۔ آپ نے فرمایا حضرت مولوی صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ

ظاہرہ طور پر پرہیز نہ فرماتے تھے لیکن ان کی کم خوری بدرجہ اتم تھی بہت دفعہ ان کی خدمت

میں تناول طعام کا اتفاق ہوا ہے حاضرین ہر طرف سے کھانے کو چیز اٹھا لیتے تھے۔ لیکن

وہ اپنا ہاتھ صرف اپنے سامنے والے حصہ پر لے جاتے اور وہاں سے لے کر تناول فرماتے

قبلہ عالم نے فرمایا ایسا کم خوار شخص شاید کوئی دوسرا ہو اور فرمایا کہ حضرت مولوی صاحب نے فرمایا تھا کہ جب شیخ صاحب رضی اللہ عنہ انگور وغیرہ کھاتے اور اس کا پھوگ وغیرہ دہن مبارک سے باہر پھینکتے میں اٹھا کر کے تنہائی میں اُسے کھا لیتا تھا اور وہ بھی اس طریق پر کہ شیخ صاحب کو اس کا علم نہ ہو۔

قبلہ عالم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے بھی ایک روز یہ سعادت حاصل کی ہے کہ حضرت مولوی صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ انار تناول فرما رہے تھے انار کے دانوں کا پھوگ دہن مبارک سے باہر لا کر از راہِ کرم و بے تکلفی مجھے مرحمت فرمایا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جب کوئی دوسرا آجاتا تو آپ وہ پھوگ مجھے نہ دیتے بلکہ پھینک دیا کرتے میں اُس کو بھی جمع کر کے اُٹھا لیتا۔ اور اپنی جگہ پر جا کر کھا لیتا تاکہ حضور کو اس کا علم نہ ہو کیونکہ آپ اُس شخص سے ملولِ خاطر ہوتے تھے جو ان کا خوردہ لے کر ان کے روبرو کھانے بیٹھ جائے یا خوشامد و چاپلوسی سے کام لے۔

ف

حضرت قبلہ عالم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ حضرت مولوی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے پاس ایک بیاض تھا جس میں بہت سے اعمال عربیہ اور فوائد عجیبہ لکھے ہوئے تھے لیکن وہ بیاض کسی دوسرے کے کام کا نہیں تھا کیونکہ اُس میں جملہ اعمال و اشتغال بہ سبیلِ اشارات و رموزات درج تھے جو کسی کے فہم میں نہیں آسکتے تھے۔

اور یہ بھی فرمایا کہ آج عالم رویا میں وہ بیاض قبلہ مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے عنایت فرمایا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ بیاض شریف کی بندش شیرازہ دوسرے عنوان کی نظر آتی ہے تو حضرت مولوی صاحب نے ارشاد کیا کہ نہیں بعینہٖ وہی بیاض ہے۔ اس سے ایک روز قبل بھی حضرت قبلہ عالم رضی اللہ عنہ نے بیاض کے متعلق فرمایا۔ کہ حضرت مولوی صاحب کے پاس ایک خاص بیاض تھا جس میں عجائبات کبیرہ و اشغالِ کثیرہ اور احوال واردہ درج تھے جب حضرت نے اورنگ آباد سے دہلی کی جانب اور پھر وہاں سے اجمیر شریف کا سفر اختیار فرمایا جو کچھ بھی اس سفر میں وقوع ہوا تھا اُس میں تمام ورُود بمفصل طور لکھے ہوئے تھے۔ آپ اس بیاض کو لوگوں سے مخفی رکھتے مگر بندہ نے وہ بیاض اچھی طرح سے دیکھا ہے کیونکہ حضور نے مجھے ازراہِ کرم مطالعہ کے لیے عنایت فرمایا تھا۔

ف قبلہ عالم نے فرمایا کہ چند لوگوں نے اجمیر شریف میں عرس کے موقعہ پر حضرت مولوی صاحب رح

کو خواجہ صاحب کے مزار کا طواف کرتے ہوئے دیکھا جب وہ لوگ دہلی میں حضرت مولوی صاحب کی زیارت کو آئے تو انہوں نے عرض کیا کہ ہم نے آپ کو فلاں فلاں جگہ پر طواف کرتے دیکھا ہے تو آپ نے فرمایا کہ یہ تمہارا وہم اور خیال ہے۔

ف

حضرت قبلہ عالم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ ایک بوڑھے مرد کو اپنے پاس رکھتے تھے اور اگر آپ کہیں سفر کو تشریف لے جاتے تو بھی وہ ساتھ ہوتا۔ کسی نے خواجہ صاحب سے عرض کیا کہ یہ شخص بوڑھا ہے آپ سفر میں بھی اس کو ہمراہ لے جاتے ہیں جو اس کی تکلیف کا موجب ہے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ یہ شخص مجھے یاد دلانے والا ہے اس لیے میرے ہمراہ ہوتا ہے۔ شاید وہ بوڑھا مرد خواجہ صاحب کے پیر کے دوستوں میں سے تھا۔ اپنے پیر کی یاد کو تازہ رکھنے کی غرض سے اس کو دوست رکھتے تھے۔

ف

حضرتِ والا درجت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مولوی عبد الحکیم ایک بہت بڑا عالم تھا فقہ میں انہیں مہارتِ تامہ حاصل تھی۔

حضرت مولوی صاحب رضی اللہ عنہ نے ان سے شرح وقایہ اور ہدایہ پڑھا تھا۔

مولوی عبدالحکیم عسرت زدہ تھے مگر توکّل اُن میں بدرجہ اُتم تھا۔

ان کی چار لڑکیاں تھیں جن کے شوہر بتقدیر الٰہی فوت ہو چکے تھے۔ اور وہ اپنے والد کے گھر میں بسر اوقات کرتیں فقر و تنگدستی کا یہ عالم تھا کہ بعض اوقات پاجامہ تک نہ ہوتا محض کپڑے کے ایک ٹکڑہ میں گذارہ کرتے۔

ایک شخص مولوی عبدالحکیم کی خدمت میں تحصیلِ علم کرتا تھا اور اُسے سونا سازی میں کمال حاصل تھا۔ جب وہ حصولِ علم کے بعد اپنے وطن کو جانے لگا تو اُسے اپنے استاد کی حالتِ زار پہ رحم آیا اُس نے مولوی عبدالحکیم صاحب کی خدمت میں عرض کیا، کہ آپ کا مجھ پر بہت حق ہے کیونکہ میں نے آپ سے علم کی دولت حاصل کی ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ آپ کی معاشی زندگی بہت تنگ ہے۔ میں طلا سازی جانتا ہوں آپ مجھ سے سیکھ لیں اور نسخہ بھی قلم بند کر لیں چنانچہ مولوی صاحب مذکور بہت خوش ہوئے اور ترکیب اکسیر مذکور لکھ لی اور اس کے سامنے اس کا عمل بھی کیا جو درست ثابت ہوا۔ چنانچہ مولوی صاحب نے وہ طلائی ٹکڑا بازار میں صرّاف کے پاس لے جا کر اس کے کھرے اور کھوٹے ہونے کی تحقیق کرائی تو وہ ٹکڑا نہایت عمدہ اور خالص ثابت ہوا۔ مولوی عبدالحکیم صاحب بہت مسرور و شاداں ہوئے اور وہ ٹکڑا لے کر حضرت مولوی صاحب رضہ

کی خدمت میں حاضر آئے عرض کیا کہ یہ ترکیب اکسیر تحقیق شدہ ہے آپ مجھ سے اس کو
سیکھ لیں مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مجھے اس کام کی خواہش نہیں ہر چند مولوی عبدالحکیم
صاحب نے اصرار کیا حضرت نے انکار فرمایا مولوی عبدالحکیم جب اپنے گھر کو واپس آئے
تو ان کے دل میں خیال اٹھا کہ یہ طلا اگرچہ درست ہے لیکن ہو سکتا ہے کہ ایک سو سال
بعد یہ اپنی ہیئت سے بدل جائے اور مسلمانوں کو نقصان پہنچے تو اس کا ذمہ مجھ پر ہوگا۔
اس فکر کے دامنگیر ہونے سے انہوں نے وہ طلائی ٹکڑا کنوئیں میں پھینک دیا اور
نسخہ اکسیر کو بھی پارہ پارہ کر ڈالا اور خود بتوکل الٰہی اسی طرح تنگدستی میں بسر اوقات
کرنے پر قانع ہو گئے۔ اور حافظ محمد اسعد کی خدمت میں جا کر علم حدیث شریف حاصل
کرنے لگے ایک دن حافظ صاحب نے ان کو فرمایا کہ اگر کل کوئی شخص تمہارے
پاس آ کر تمہاری حالت دریافت کرے تو اس سے تمام کیفیت بیان کر دینا دوسرے
روز صبح کے وقت نواب نظام الملک مولوی عبدالحکیم صاحب کے مکان پر آئے
اور ان سے استفسار حالات کیا اور نواب مذکور نے مولوی عبدالحکیم کے خرچ کا
اندازہ کر کے ان کو سند وظیفہ لکھ دی۔ مولوی صاحب مذکور اسی وظیفہ سے
اپنا گزارہ کرتے رہے۔

ف

قبلہ عالم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ حضرت مخدوم نصیر الدین محمود چراغ دہلوی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے بھانجے مخدوم کمال الدین رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے بزرگ اور عالم تھے اور انہوں نے حضرت چراغ رحمۃ اللہ علیہ سے خلعت خلافت حاصل کی ہوئی تھی اور حضرت سلطان المشائخ رضی اللہ عنہ بھی اُن پر شفقت فرماتے تھے۔ چنانچہ حضرت سلطان المشائخ نے ان کو نیا بتاً اپنی طرف سے حرمین شریفین کی زیارت کے لیے بھیجا۔ جب مخدوم صاحب سات حج کرکے واپس لوٹے تو راستہ میں انہیں بہت تسخیر ہوئی چند شتر مال کے دہلی میں لائے ابھی راستہ ہی میں تھے کہ حضرت سلطان صاحب کے انتقال کی خبر انہیں ملی بے انتہا مغموم ہوئے اور دہلی پہنچ گئے کسی شخص نے حضرت مخدوم نصیر الدین محمود چراغ کی خدمت میں عرض کیا کہ مخدوم کمال الدین صاحب بہت سا مال لائے ہیں انہوں نے ان کو طلب کیا اور پوچھا کہ واقعی تم مال وغیرہ لائے ہو جناب کمال الدین صاحب نے اقرار کیا۔ آپ نے فرمایا فقرا کے لیے مال داری اچھی نہیں پس مخدوم کمال الدین رحمۃ اللہ علیہ نے تمام مال تھوڑے ہی عرصے میں خرچ کر ڈالا اس کے بعد بادشاہ وقت نے خرچ کے لیے وظیفہ کا کاغذ مخدوم کمال الدین رحمۃ اللہ علیہ

کی خدمت میں بھجوایا تو آپ نے وہ کاغذ حضرت مخدوم نصیرالدین محمود چراغ رحمۃ اللہ علیہ کے حضور بھجوا دیا جس پر آپ نے فرمایا بغیر خواہش کیے جب یہ کاغذ پہنچا ہے تو اس کے لینے میں کوئی مذائقہ نہیں اور نہ ہی یہ منافی توکل ہے۔

ف

حضرت قبلہ عالم کے حضور میں ایک شخص نے کان نجومی کی حکایت کی کہ اس کے پاس کئی سو کنیزیاں تھیں کسی نے اس سے کہا کہ مجھے ایک کنیز دی جائے اُس نے جواباً کہا کہ تم رات کے وقت آنا۔ جو کنیز فارغ بیٹھی ہو اور میں اس کے پاس نہ ہوں اُسے لے جانا۔ رات کے وقت وہ سائل جس کنیز کے پاس بھی گیا دیکھا کہ کان نجومی اس کا مصاحب بنا ہوا ہے اس حال کے معائنہ سے سائل شرمندہ ہوا۔ اسی اثناء میں حضرت نے اپنی زبانِ درخشاں سے فرمایا کہ ایک دن یہی نقل نجومی کان کی حضرت شیخ سلطان المشائخ رضی اللہ عنہ کے پیش بھی گذری تھی حضرت سلطان نے فرمایا یہ کیا مشکل ہے۔ اتفاقاً ہزار آدمی دعوت کے لیے حاضر ہوئے آپ نے ایک ہی وقت میں سب کی دعوت منظور فرمالی حاضرین متحیر ہوئے کہ حضرت سلطان صاحب اتنی دعوتوں کو ایک ہی دن اور ایک ہی وقت میں کیسے قبول فرمادیں گے! الغرض رات کو وقت مقررہ

پر آپ تمام دعوتوں میں شریک رہتے حالانکہ آپنے اپنی حویلی شریف سے کبھی قدم باہر نہ رکھا تھا۔ سبحان اللہ

ف

یہ بات بھی چھپی نہ رہے کہ حضرت خلیفہ صاحب میاں نور محمد نارووالہ نے حضرت قبلہ عالم رضی اللہ عنہ سے دو سال قبل وصال فرمایا اور حضرت خلیفہ صاحب نے وصال سے پہلے ایک روز مجھے کہا کہ ہمارا اسلام و نیاز قبلہ عالم کے حضور پہنچانا پس بندہ حسب الامر مہاران شریف میں حاضر ہوا اور بحضور قبلہ عالم خلیفہ صاحب کے سلام و نیاز عرض کیے آپنے تھوڑی سی دیر سکوت اختیار فرما کر کہا ماشاء اللہ پھر نماز ظہر میں مشغول ہو گئے اور میری حاضری سے پیشتر حضرت قبلہ عالم کو حضرت خلیفہ صاحب کی خبر وصال پہنچ چکی تھی

ف

ایک روز قبلہ عالم علیہ الرحمۃ نے فرمایا میاں صاحب یعنی خلیفہ صاحب کو اگر چند روز کی مزید مہلت ملی ہوتی تو ایک جہان اُن سے روشن ہوتا اور ایک دن فرمایا کہ بیچارہ میاں صاحب نے مجھے بہت سے لوگوں کی تکلیف سے نجات دلا رکھی تھی۔ اور جب بھی حضرت خلیفہ صاحب کے دوست آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے آپ ان سے

بہت شفقت کرتے اور فرماتے کہ جو کچھ میاں صاحب نے تم سے کہا ہے اس پر مواظبت کرنا اور اگر کوئی حاجت پیش آتے تو بے تحاشا مجھ سے پوچھنا۔

ف

میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ کے دوستوں میں سے ایک شخص نے قبلہ عالم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ بعض علما اور بزرگانِ خلیفہ صاحب کے مزار پر چراغ روشن کرنے سے منع کرتے ہیں اور جو کوئی ان کے مزار پر آکر سرود وغیرہ بجاتا ہے اس کو بھی روکتے اور آنے نہیں دیتے۔ اس بارے میں جو ارشاد ہو عمل کیا جائے۔ آپ نے فرمایا کہ میاں صاحب جس جگہ کے تھے وہاں جا پہنچے تم کسی کو خانقاہ پر آنے سے منع مت کرو کیونکہ قدیم رسم ہے کہ تمام بزرگان کی خانقاہ پر ہر قسم کے لوگ آتے اور سرود بجاتے ہیں اور چراغاں بھی ہوتا ہے چنانچہ حضرت خواجگان کے مزار پر ہمیشہ چراغاں کیا جاتا ہے۔

فصل دوم از باب اوّل

جو کچھ بھی بعض مسائل کے بارے میں مذاکرات ہوئے ہیں اور حضور قبلہ عالم نے کتابوں کی عبارت جہراً تلاوت فرمائی ہے وہ عبارت بعینہٖ نقل کر دی گئی ہے۔

البتہ عبارت عربی کا ترجمہ خلاصتہً میں نے کر دیا ہے تاکہ ترجمہ کا پورا حق ادا ہو سکے اور عربی نہ جاننے والے حضرات استفادہ حاصل کر سکیں۔

ف

ایک دن حضرت کے حضور میں سجدۂ تلاوت کے مسئلہ میں مذاکرہ ہوا کہ بعض کہتے ہیں۔ اگر سجدہ تلاوت تاخیر سے ادا کیا جائے تو موجب گناہ ہے۔ آپ نے فرمایا یہ کام مشکل ہے۔ کیونکہ کبھی آدمی چارپائی پر بیٹھے تلاوت کرتا ہے اور کبھی ایسے مقام پر جہاں سجدہ کرنے کی جگہ نہیں ہوتی ایسے اتفاق بہت پڑتے ہیں۔ پس آپ نے اس مسئلہ کو شرح مختصر کی اس عبارت سے حل فرمایا۔ لان فی لفظ القضائی تجوّزًا لان وقت اداء سجدۃ التلاوۃ وقت موسع کما مر فیما تقدم

ترجمہ خلاصہ:۔ قضا کے لفظ میں مجاز ہے اس لیے کہ سجدۂ تلاوت کے ادا کرنے کا وقت بہت وسیع ہے جیسا کہ پہلے گزرا ہے۔

ف

ایک روز مسئلہ اعتکاف کے بارے میں بحث ہو رہی تھی قبلہ عالم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کتاب کی یہ عبارت تلاوت فرمائی۔

قولہ وهو لبث صائم قال القهستاني الضمير يرجع الى الاعتكاف الواجب على طريق الاستخدام بقرينة الصوم والقضاء والفساد انتهى لكن صاحب الكفاية نقل عن الذخيرة هذا كله فى الاعتكاف الواجب واما فى الاعتكاف النفل وهو ان يشرع فيه من غيران يوجبه على نفسه بان يخرج بعذر وبغير عذر رعاية الحواشي

حاشیہ شرح وقایہ من اجلہ

ترجمہ:۔ قہستانی نے ضمیر کے بارے میں کہا ہے کہ یہ واجب استخدام کے طریقہ پر اعتکاف کی طرف راجع ہوتا ہے جس کا قرینہ صوم اور قضا و فساد ہے کفایہ

والے نے ذخیرہ سے نقل کیا ہے کہ یہ سب اعتکاف نفلی واجب ہیں ہے۔
نفلی اعتکاف یہ ہے کہ انسان اس میں بغیر واجب کرنے کے شروع ہو جائے
عذر اور بغیر عذر کے نکلنے میں کوئی حرج نہیں حاشیہ شرح وقایہ

ف

قبلہ عالم رضی اللہ تعالے عنہ ایک دن کتاب تسنیم جو حقائق کے بارے میں ہے
کا یہ مقام پڑھ رہے تھے۔

الوصل فی الدنیا بالجہل عن الجمیع وفی الصیغی بالعلم بالجمیع
یعنی اذا صار فی الدنیا بیضاً عن سواد کل نقطۃ سوی الحق
فہذہ الحال حالۃ الوصل فانہ منقطع عما سواہ کما ان
فی الصیغی اذا انتقش بصور الحقائق کلہا وصارت نقطۃ
الحق مدغمۃ فی الحقائق کلہا فہذہ الحالۃ الشریفۃ تسمی
بالرویۃ فلیس فی الجنۃ اعلیٰ نعمۃ عنہا وہذا الانتقاش
لا یکون الا لمن اکحل عینہ بإثمد الجہل عمن سواہ فی الدنیا
فصار بصیراً بانسان العین واما من کان فی ہذہ اعمی فہو

فی الاخیرۃ اعمی واضل سبلا۔ اور یہ مقام بھی آپ نے پڑھا۔

المقرون بالنبی تمسکو باالقرآن والسنۃ فھم اھل

القبلۃ ولا یجوز تکفیرھم وھم ثلاثۃ وسبعون فرقہ

وواحدہ فھم ناجیۃ الباقون فی النار الی ما شاء اللہ ثم

یدخلون الجنۃ وسئل النبی علیہ الصلوۃ والسلام عن

تلک الواحدہ فقال ھم الذین علی ما انا علیہ واصحابی

فکل یدعی ان سیرۃ النبی واصحابہ ھی ما اعتقدہ

وذالک لان زمان النبی صلی اللہ علیہ وسلم والہ وسلم

قد مضی وانقطع الوحی وخلت القرآن والسنۃ وللمطالہ

احتمالات وباب المجاز والحقیقۃ علی وجوہ المخالفین

مفتوح فکل تمسک بھا علی ھوی نفسہ وصرف وجہ الکلام

الی وجہ ھواہ یعبۃ صحبۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم واصحابہ

ترجمہ:۔ دنیا میں وصل ماسوا خدا کے سب کو فراموش کر دینا ہے اور آخرت

کا وصل تمام اشیا کے علم سے ہے۔ یعنی جب دنیا میں ہر نقطۂ غیر سے مبرا
ہو جائے تو یہ حالت وصل کی ہے یہ حالت ماسوا اللہ سے قاطع ہوتی
ہے جیسا کہ عقبیٰ میں۔

جب تمام حقائق منصور ہو جاتے ہیں اور حق کا نقطہ تمام میں مدغم ہو جاتا ہے
تو اس حالت شریفہ کو رویت سے موسوم کیا جاتا ہے جنت میں اس سے بڑھ کر
کوئی درجہ نہیں ہے۔ اور یہ انتقاش نہیں ہوتا مگر اس کے لیے جس نے اپنی آنکھوں
میں ماسوا کے جہل کا سرمہ اس دنیا میں ڈالا ہو پس وہ آنکھ کی مردمک سے بصیر ہوتا ہے۔
اور جو اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا رہے گا اور راستہ
کے بھول جانے والا ہو گا۔

خود بدولت نے فرمایا :۔

نبی علیہ السلام کے زمانے والوں نے قرآن اور حدیث سے تمسک کیا ہے۔
ابد وہی اہل قبلہ ہیں ان کی تکفیر جائز نہیں اور وہ تہتر واں فرقہ ہے ایک ناجیہ ہے
باقی سب دوزخی الا ماشاء اللہ

پھر بہشت میں داخل ہوں گے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس ایک کے

بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا جس پر میں ہوں اور میرے اصحاب ہیں ہر فرقہ دعویٰ
کرتا ہے کہ نبی علیہ السّلام اور اصحاب کی سیرت ہمارا معتقد ہے اور یہ اس لیے کہ
نبی علیہ السلام کا زمانہ گزر چکا وحی ختم ہو گئی قرآن اور سنت باقی ہے۔ اس کے الفاظ
کے بہت احتمال ہیں۔ مجاز اور حقیقت کا دروازہ کھلا ہوا ہے ہر ایک نے اپنے خیال
کے مطابق تمسک کیا اور کلام کو اپنے خیال کی جانب بوجہ عدم حصول صحبت رسول
اور اس کے اصحاب کے ڈھال لیا۔

ف

اس عاجز کے ایک سوال کے جواب میں قبلہ عالم رحمۃ اللہ نے یہ الفاظ زبانِ
دُر فشاں سے فرمائے۔

من عبد الله فی الخلوۃِ حصل المراد بالخطرات

ترجمہ: جس نے خلوت میں اپنے رب کی عبادت کی اُس نے خطرات سے بھی مراد حاصل کر لی۔

ف

ایک دن قبلہ عالم رضی اللہ تعالےٰ عنہ اس حدیث کا ترجمہ مشکوٰۃ شریف سے
پڑھ رہے تھے عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

خلق اللہ آدم علی صورتہ یعنی پیدا کیا ہے اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت
پر اس حدیث کے معنی میں بعض نے اختلاف کیا ہے اور بعض اس کی تاویل نہیں کرتے
کہتے ہیں کہ یہ احادیث صفات میں سے ہے پس اس کی تاویل سے احتراز کرنا چاہیے
کیونکہ یہ مثل متشابہات کے ہے سلف کا مذہب یہی ہے کہ متشابہات کی تاویل نہ کی جائے
اور بعض تاویل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ صورت بمعنی صفت کے ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے
آدم کو اپنی صفت سے موصوف کیا ہے اور اس کو پرتو صفاتِ کریمہ عطا کی ہیں۔ اس کو
حی عالم قادر مرید متکلم سمیع اور بصیر بنایا ہے اور یہ اس کے شرف کی وجہ سے
ہے۔ جیسا کہ روح اللہ و بیت اللہ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ سے صورت
جمیل جو اسرار و لطائف پر مشتمل ہے آدم کو مرحمت فرمائی ہے بعض کا خیال ہے کہ ضمیر
راجع با آدم ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم کو ابتدائی حالت میں بحالتِ بشریہ پیدا
کر کے ایک ہی بار تمام صورت درازی قد ساٹھ ہاتھ وغیرہ عطا کر دی ہے نہ کہ دوسرے
انسانوں کی طرح کہ پہلے نطفہ ہو اس کے بعد علقہ اور پھر مضغہ اور پھر تدریجاً طفل صبی
اور مرد بنایا ہو۔ یا یہ کہ صورت خاصہ بخشی ہے جو جملہ کائنات کا جامع ہے کیونکہ کوئی ایسی
مخلوق نہیں کہ اس میں اس صورت کی مثال نہ پائی جاتی ہو۔ لہذا اس کو عالم صغیر کہتے ہیں

اور ہو سکتا ہے کہ اسی تقدیر پر بھی صورت بمعنی صفت ہو یعنی اللہ جل شانہ نے آدم کو
حالتِ مخصوص اور صفت خاص پہ پیدا کر کے کبھی تو اُسے موصوف بعلم کر دیا ہے اور
کبھی جہل کے ساتھ اور کسی وقت معصیت اور کبھی اُس سے اجتناب یا صورت بمعنی امر
اُس کے ہو کہ مسجود ملائکۂ مالک حیوانات اور مسخر کائنات بنا دیا۔

بعض یہ کہتے ہیں ضمیر راجع بہ بابرادر و غلام ہے حدیث شریف میں آیا ہے، کہ
جب کوئی اپنے بھائی کو مارے تو چاہیے کہ اس کے چہرے پر ضرب نہ لگائے اور دوسری
روایت میں آیا ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو دیکھا کہ وہ
اپنے غلام کے چہرے پر ضرب لگا رہا تھا حضور نے چہرے پر ضرب لگانے سے اُسے
منع فرمایا اور ارشاد ہوا کہ خدا تعالےٰ نے آدم کو اس کی صورت پہ پیدا کیا ہے اس وجہ
سے اس کی صورت مکرّم اور معظّم ہے یہ مضروب آدم کی اولاد پر اس کی صورت پر ہے۔
پس اس کے منہ پر مارنے سے اجتناب کرنا چاہیے مگر ان ہر دو وجہ کو ضعیف قرار دیا
گیا ہے۔

کیونکہ دوسری حدیث میں آیا ہے کہ خلق اللہ آدم علی صورت الرحمٰن اور جواب دیا
گیا ہے کہ محدثین کے نزدیک یہ حدیث ثابت نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

اور اس قول میں وجہ ثانی کی تائید کرتے ہیں کہ آدم کا قد ساٹھ ہاتھ لمبا تھا۔ اس کے بعد قبلہ عالم رضی اللہ تعالےٰ عنہ دوسری کتاب کے مطالعہ میں متوجہ ہو گئے الحمد للہ علےٰ ذالک

ف

ایک روز حضرت قبلہ عالم رضی اللہ تعالےٰ عنہ تفسیر بقرہ کا دہیں یہ حکایت پڑھ رہے تھے کہ صلحا میں سے ایک صالح بیان کرتا ہے کہ میں جنگل میں ایک اعرابی کا مہمان ہوا وہ میرے لیے طعام لایا جسے میں تناول کر رہا تھا اور وہ میری خدمت کے لیے کھڑا تھا کہ اچانک گر پڑا اور بیہوش ہو گیا۔ میں پریشان خاطر ہوا اور کھانے سے ہاتھ اٹھا لیا۔ اُس کی والدہ نے مجھے کہا تم طعام کھاتے رہو مضطرب ہونے کی ضرورت نہیں اس پر ایسا ہوا ہی کرتا ہے۔ میں نے اس کا سبب پوچھا تو اُس کی والدہ نے بیان کیا کہ سامنے کے خیمہ میں ایک عورت رہتی ہے یہ اُس پر فریفتہ ہے جب بھی وہ خیمہ سے باہر آتی ہے تو یہ اُسے دیکھتے ہی بیہوش پڑ جاتا ہے مخلوق کا عاشق جب یہ صفت رکھتا ہے تو عاشقانِ بارگاہ صمدیت کا کیا حال ہو گا حضرت رابعہؒ کہتی ہے دنیا خوش جگہ نہیں ہے مگر ذکر مولیٰ کے ساتھ اور بہشت بھی خوش مقام نہیں مگر بدیدار مولیٰ اور اگر مجھے بہشت میں لے جائیں اور وہاں دیدار مولیٰ میسر نہ ہو تو وہ بہشت میرے لیے حقیقی دوزخ ہے۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے محبت کے بارے میں پوچھا گیا آپ نے فرمایا محبت اس کو کہتے ہیں کہ جو کچھ بھی اپنے پاس رکھتا ہو وہ راہِ محبوب میں نچھاور کر ڈالے اور دوست کا مطیع و فرمانبردار بن جائے۔

تعصی الالہ وانت تظہر حبہ ۔۔۔ ھذا المحل فی الفعال بدیع

ترجمہ:۔ تری مراد رب ہو اور تو اس کا مظہر ۔۔۔ یہ مقام تیرے خیالات کے لیے عمدہ ہے

ولو کنت تظہر حبہ لا تعصہ ۔۔۔ ان المحب لمن یحب مطیع

ترجمہ:۔ اگر تو اس کو ظاہر کرتا ہے تو اس کی بے فرمانی نہ کر۔ کیونکہ دوست اپنے محبوب کا مطیع ہوتا ہے

زلیخا مخلوق کو دوست رکھتی تھی اور اس کی دوستی عارضی تھی لیکن وہ اس کی محبت سے منحرف نہیں ہوئی۔ مومن جو کہ اپنے رب کو دوست رکھتا ہے اور خالق کی محبت کا دعوےٰ کرتا ہے در حقیقت یہ اس کی محبت کا اولیٰ مقام ہے تو چاہیے کہ دنیا کی محبت کے باعث اُس سے روگردانی نہ کرے اور اپنے خداوند کی درگاہ سے نہ بھاگے۔

ف

حضرت قبلہ عالم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب یوسف علیہ السلام بادشاہی پر جلوہ افروز ہوئے تو زلیخا اُن سے خوف زدہ ہوئی کیونکہ اُس نے حضرت کو قید و بندگی

زحمت و تکلیف دی تھی لیکن یوسف علیہ السلام یہ سب کچھ فراموش کر چکے تھے حتیٰ کہ عزیز مصر اور زلیخا کا نام بھی یاد نہ رہا چنانچہ قحط سالی کی وجہ سے زلیخا مفلس اور درویش ہو گئی اُس نے غلہ کی خرید کے عوض اپنے کو یوسف علیہ السلام کے ہاں بیچ ڈالا۔ یوسف علیہ السلام نے خرید کے وقت اُسے نہ پہچانا اور تمام اہلِ مصر نے اپنے آپ کو یوسف علیہ السلام کے ہاتھ میں فروخت کرایا تھا اور اُس کے غلام بن گئے تھے۔ اسی اثنا میں خلیفہ صاحب نے بجناب قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ عرض کیا کہ اس قحط میں یوسف علیہ السلام تو ہر کسی کو خود بخود غلہ دیا کرتے تھے شاید اس خرید و فروخت میں کوئی حکمت ہو گی۔ آپ نے فرمایا یہ حکمت اُس حرف کے بدلہ میں ہے کہ تمام لوگ یوسف علیہ السلام کو غلام کہتے تھے لیکن اللہ تعالےٰ نے تمام کو یوسف علیہ السلام کا غلام بنا دیا۔

حضرت نے فرمایا ایک دن یوسف علیہ السلام خلوت میں بیٹھے ہوئے تھے زلیخا کوئی حیلہ کر کے اُن تک پہنچ گئی اور اپنا تعارف کرایا یوسف علیہ السلام نے فرمایا اب تم کس کام کے لیے یہاں آئی ہو۔ اُس نے کہا سبحان اللہ پہلے لوگ یوسف کو زلیخا کا غلام کہتے تھے لیکن اب مجھے تیری لونڈی کہتے ہیں۔ میں چاہتی ہوں مجھے اس ننگ و عار سے نجات دلا کر دفترِ کنیز گان سے میرا نام خارج کیا جائے اور رضائے خدا کے لیے مجھے آزاد

کیا جائے یوسف علیہ السلام نے اس کو آزاد فرما کر بہت سا غلہ وغیرہ دلا دیا۔ چند روز اپنے گھر میں بیٹھ رہی اور جو کچھ دیا گیا تھا کھاتی رہی۔

کچھ عرصے کے بعد اس کے دل پر یوسف کی محبت نے غلبہ کیا شب و روز دیدار یوسف کے مشتاق ہیں گریہ و زاری کرتی اور اس کے راستہ پر خار و خس کی جھونپڑی بنوا کر بیٹھ گئی تاکہ جب بھی یوسف علیہ السلام کا گذر ہو تو وہ اپنی آتش محبت بجھا سکے لیکن دوسری بار بھی حضرت یوسف علیہ السلام نے اسے فراموش کر دیا اور اس پر کافی عرصہ گذر گیا۔

حضرت قبلہ عالم نے فرمایا یہ عجیب فراموشی تھی شاید اس میں بھی کوئی حکمت ہو گی اور پھر اس آیت شریفہ کا ترجمہ تفسیر نقرہ کار سے تلاوت فرمایا۔

ولقد همت به وهم بها لولا ان رای برهان ربه

ف

قبلہ عالم رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا جب یوسف علیہ السلام بادشاہ مصر ہوئے تو زلیخا اُن کے ذہن سے اُتر گئی اور وہ اُسے بالکل فراموش کر بیٹھے۔ اِس وقت مولوی محمد اکرم اور قاضی میاں درویش محمد وغیرہ جو حضرت قبلہ عالم کے دوستوں میں سے تھے۔

نے عرض کیا کہ واقعی انہوں نے زلیخا کو بھول دیا تھا حضرت نے فرمایا تفسیر سے ایسا معلوم ہوتا ہے پھر آپ نے یہ تتمہ تفسیر بقرہ کا رسے تلاوت فرمایا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ زلیخا نے یعقوب علیہ السلام کو اس وقت دیکھا اور ملاقات کی جب وہ مصر میں تشریف لائے اور یوسف علیہ السلام کے بیٹے افرائم و میشا ان کی دوسری بیوی سے تھے ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ جب یعقوب علیہ السلام مصر میں تشریف فرما ہوئے تو زلیخا پشمینہ پہن کر اُن کے استقبال کیلئے آئی اور مصری عورتوں نے اس کو سہارا دیا ہوا تھا یعقوب اور یوسف کے راستہ پہ کھڑی ہو گئی آواز دیا پھر دوسری بار پکارا کسی نے اس کی آواز نہ سنی۔ آخر جبرائیل علیہ السلام نے آکر یوسف علیہ السلام کے گھوڑے کو پکڑا اور زلیخا کی جانب لے جانا چاہا تو یوسف علیہ السلام نے پوچھا تو مجھے کہاں لے جا رہا ہے۔ جبرائیل نے جواب دیا اس عورت کے پاس آپنے فرمایا وہ کون عورت ہے جبرائیل نے کہا وہ خود ہی بتلائے گی۔

جب یوسف علیہ السلام اس کے قریب پہنچے تو دریافت فرمایا کہ تو کون عورت ہے۔ اس نے کہا تو مجھے نہیں پہچانتا میں زلیخا ہوں۔ حضرت یوسف علیہ السلام متعجب ہوئے اور فرمایا اب تو کیا چاہتی ہے۔ اس نے عرض کیا مجھے اپنی زوجیت میں قبول کیجیے۔

حضرت یوسف نے جبرائیل سے فرمایا میں اسے کہاں لے جاؤں یہ بوڑھی نابینا اور کافرہ ہے

جبرائیل نے کہا اللہ تعالیٰ کا حکم یہی ہے کہ اس کو اپنی زوجیت میں لے لو۔ زلیخا ایمان لے آئی
حضرت یوسف علیہ السلام نے اس سے نکاح کیا اور یعقوب علیہ السلام نے ایجاب قبول کرایا جب یہ
ہو چکا تو اللہ تعالیٰ نے یوسف کا عشق جو زلیخا کے دل میں تھا۔ یوسف علیہ السلام کے قلب مقدس
پر مسلط فرما دیا اور زلیخا گھر میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو گئی۔

باب دوم

حضرت قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اُن ملفوظات میں ہے جو بالواسطہ آپ کے خلفا
سے بندہ تک پہنچے ہیں۔

مظہر کرم و کرامت زبدۃ المتورعین قدوۃ العارفین مولانا حضرت خلیفہ میاں نور محمد
رضی اللہ عنہ نارووالہ جو حضرت کے اعظم ترین خلفا میں سے تھے نے فرمایا کہ ایک دن حضرت
قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں حدیث شریف کا ذکر ہو رہا تھا آپ نے فرمایا حضرت
مولوی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث کے فن میں کمال رکھتے تھے آپ نے علم حدیث حافظ
محمد اسعد رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا تھا۔ حافظ رحمۃ اللہ علیہ فن حدیث میں اس قدر کامل تھے
کہ لوگ انہیں حافظ الحدیث کہتے تھے۔ وہ مکہ معظمہ کی جانب سے اورنگ آباد میں تشریف لائے
اور چند روز حضرت مولوی صاحب کے مکان کے قریب بسر کر کے حرمین شریفین کو چلے

گئے پھر وہاں سے معہ قبائل مراجعت فرما کر حضرت شاہ مولوی صاحب کے نزدیک اورنگ آباد میں استقامت پذیر ہوئے۔

جب حافظ صاحب مذکور مکہ معظمہ میں قیام فرما تھے تو بہت سے لوگ مغرب کی طرف سے ان کی خدمت میں حاضر ہو کر علم حدیث پڑھتے تھے اور بہت سے عجائب غرائب اُن سے حاصل کرتے۔

حضرت مولوی صاحب باوجودیکہ حافظ صاحب موصوف کے فن حدیث میں شاگرد تھے مگر حافظ صاحب ان کو تمام اعمال عجیبہ و غریبہ بتلا کر رخصت دیتے اور فرماتے میں کسی کو یہ اعمال نہیں بتلاتا آپ ہی قبول کیجیے۔

نواب نظام الملک تقریباً پانچ روپیہ یومیہ حضرت حافظ صاحب کی خدمت میں پیش کرتا تھا اور اسی قدر بطور وظیفہ حرمین شریفین میں بھی بھیجتا۔ ایک مرتبہ حرمین شریفین میں نذر پہنچانے والے نے آ کر نواب صاحب سے شکایت کی کہ شریف مکہ مبالغ مرسولہ کو بیجا طور پر خرچ کرتا ہے اس وجہ سے نواب نظام الملک نے شریف مکہ کا شکوہ کیا اور وہ دوسرا شخص بھی اُن سے متفق رہا اتفاقاً حافظ صاحب بھی اس وقت موجود تھے جب انھوں نے نواب صاحب سے یہ شکوہ سنا تو بہت رنجیدہ اور کبیدہ خاطر ہو کر فرمایا کہ جو وظیفہ

تم مجھے دیتے ہو میں آئندہ کے لیے اس کو قبول نہیں کروں گا اور نہ ہی پھر تمہارے پاس آؤں گا اور تم دونوں شک شبہ کرنے والوں کو قتل کر دوں گا۔

حافظ صاحب کی اس بات سے نواب نظام الملک کو بہت ہی تشویش ہوئی اور اس نے بجز اس کے اور کوئی وسیلہ نہ دیکھا کہ عفو تقصیر کے لیے مولوی صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو وسیلہ بنائے۔ چنانچہ حضرت مولوی صاحب کے حضور اصرار کر کے حافظ کو سفارش کرائی۔

حافظ صاحب نے حضرت مولانا کے ارشاد پر فرمایا۔ نواب نظام الملک کو تو معاف کرتا ہوں کیونکہ اس کی موت پر جہان کا نقصان ہے لیکن اس دوسرے شخص کو قطعی نہ چھوڑوں گا اور وظیفہ لینا بھی مجھ پر حرام ہے جس شخص کو معاف نہ فرمایا تھا وہ چند روز بعد لقمۂ اجل ہو گیا اور حافظ صاحب ضلع اٹھ کاٹھ کی جانب چلے گئے وہاں کا صوبیدار باغیوں سے جنگ لڑ رہا تھا حضرت حافظ صاحب بھی اس کی رفاقت میں شہید ہو گئے۔ اللّٰھم اغفرہ و رحم۔

ف

ذو المجد و المواہب مظہر فیوضات ربانی واقف اسرار نہانی حافظ محمد جمال ملتانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ جو کہ حضرت قبلہ عالم رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے شرف خلافت سے ممتاز ہیں آپ نے

یہ تین فوائد حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات سے جمع فرما کر قلم بند کیے ہیں اور آپ ہی سے اس بندہ تک پہنچے ہیں۔ جو بعینہٖ یہاں پر لکھے جاتے ہیں۔

شب چہار شنبہ پنجم ماہ ربیع الآخر میں چند خواجگان سلسلہ چشتیہ رضی اللہ تعالیٰ علیہم کا ذکر ہو رہا تھا کہ حضرت شیخ جہانا بادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جوانی کے ایام میں تحصیل علم میں مشغول تھے اور علم میں کمال حاصل کیا ہوا تھا۔ اتفاقاً ان کی نگاہ ایک کھتری کے لڑکے پر پڑی۔ تو آپ فریفتہ ہو گئے لیکن وہاں پر ان کی رسائی مشکل تھی کیونکہ یہ مسکین اور فقیر تھے شہر میں ایک مجذوب بزرگ رہتا تھا لوگ ان کے پاس انجاح مراد کے لیے جاتے تھے۔ ان کا دستور تھا کہ جو شخص ان کے لیے شیرینی لے جاتا وہ توجہ فرماتے حل مشکل ہو جاتی اور جو ایسا نہ کرتا اس پر توجہ نہ فرماتے۔

چنانچہ حضرت شیخ مجبور ہو کر اس مجذوب کے ہاں چلے گئے اور شیرینی از قسم ریوڑیاں وغیرہ بھی لے گئے۔

اس نے حضرت شیخ کو اپنے پاس بلایا اور شیرینی بھی لے لی۔ دوسرے روز شیخ اس لڑکے کے پاس گئے تو اس نے بلا کر اپنے پاس بٹھایا اور بہت ہی ملاطفت کی مجرد تلطفت کے شیخ کا دل اس سے منحرف ہو گیا اور اس مجذوب بزرگ کی محبت آپ کے دل میں جاگزیں ہو گئی وہاں آنے

جانے لگے ایک دن اس بزرگ نے شیخ کو اپنے پاس بلا کر بٹھایا اور اپنا سر شیخ کے زانو پر رکھ کر سو گئے۔ جب اٹھے تو شیخ پر کیفیت جذب طاری تھی چونکہ آپ کو علم شرع میں کمال تھا مزاج میں یہ تغیر پا کر اندیشہ فرمانے لگے اور اس بزرگ کے ہاں چلے گئے۔ اس نے آپ کو بلا کر کہا اگر اس قسم کی آگ چاہتے ہو تو میرے پاس بہت ہے۔

اور اگر پانی کے متلاشی ہو تو حضرت شیخ یحییٰ مدنیؒ کے ہاں چلے جاؤ۔ یہ سنتے ہی آپ مدینہ طیبہ کو تشریف لے گئے اور کسی کو خبر نہ کی حتیٰ کہ اپنی والدہ ماجدہ کو بھی مطلع نہ فرمایا۔ جب آپ مدینہ منورہ میں پہنچے تو قافلہ کے ساتھ کھجوروں کے جھنڈ کے نیچے بیٹھ گئے۔ ان کے پہنچتے ہی حضرت شیخ یحییٰ مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک غلام سے فرمایا کہ شہر کے باہر جا کر قافلہ سے کلیم اللہ نام شخص کو بلا لاؤ۔

حضرت یحییٰ مدنی کے غلام نے آ کر کلیم اللہ کے نام کی ندا لگانی شروع کی لیکن آپ یہ سمجھ کر خاموش رہے کہ شاید کوئی دوسرا ہوگا خادم نے واپس جا کر حضرت یحییٰ مدنی سے عرض کیا کہ اس نام کا کوئی شخص نہیں۔ حضرت مدنی نے اپنے خادم سے فرمایا دوبارہ جاؤ اور کلیم اللہ جہان آبادی کے نام سے پکارو۔ جب اس نے اس یقین کے ساتھ ندا دی تو حضرت شیخ نے جواب دیا اور حضرت شیخ یحییٰ مدنی کے حضور میں مشرف بہ زیارت ہوئے۔

ایک شخص حضرت یحیٰی مدنی کی خدمت میں ایک دن شرح وقایہ پڑھ رہا تھا اور آپ نہایت ہی سادہ انداز میں تعلیم دے رہے تھے۔ وفور علم کی بنا پر شیخ کلیم اللہ کے دل میں خیال آیا کہ حضرت تحصیل سادہ رکھتے ہیں اس خیال کے آتے ہی حضرت شیخ مدنی نے وہ کتاب شیخ کلیم اللہ کے ہاتھ میں دے دی۔ آپ نے اس پر غور کیا تو تمام علم ذہن سے محو ہو چکا تھا حتیٰ کہ کتاب کی عبارت بھی نہ پڑھ سکتے تھے اس خطا کا فی الفور دل میں اقرار کیا اور فرمایا الٰہی میری توبہ۔ عفو تقصیر ہوا تو پھر ذہن میں علم کی جولانیاں رونما ہونے لگیں اور حضرت شیخ مدنی کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے دولتِ بیعت سے سرفراز فرمایا جائے چنانچہ انہوں نے قبول فرما لیا اور تھوڑے عرصے کے بعد رخصت بھی کر دیا اور کچھ خرچ بھی عنایت فرمایا شیخ کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ جب مجھے نعمتِ باطنی سے نوازا گیا ہے تو کسی دوسری چیز کی کیا ضرورت ہے۔ فوراً شیخ مدنی نے جواباً فرمایا تمہیں مبارک ہو کہ میں نے تمہیں ظاہری و باطنی نعمت دی ہے شیخ مدینہ سے روانہ ہو کر جب مکہ پہنچے تو جو شخص بھی آپ کو دیکھتا۔ کہتا کہ یہ قطب آ رہا ہے۔ آخر۔ جہاناباد پہنچ گئے اور آتے ہی تدریس میں مشغول ہو گئے۔ آپ کی وجہ معاش یہ تھی کہ ملکیہ خود ایک حویلی کا کرایہ مبلغ دو روپیہ آٹھ آنہ ملتا تھا۔ مبلغ دو روپے اپنی ضروریات میں خرچ فرماتے اور متوازی آٹھ آنہ پر ایک مکان کرایہ کا لے کر اس میں

بسر اوقات کرتے تھے۔ کئی بار بادشاہ فرخ سیر نے التجا کی کہ بیت المال سے کوئی چیز قبول فرمائے لیکن آپ نے انکار فرما دیا۔ اس نے ایک حویلی بغرض رہائش پیش کرنا چاہی تو وہ بھی قبول نہ فرمائی۔ بادشاہ نے عرض کیا اگر اجازت ہو تو قدم بوسی کے لیے حاضر ہوتا رہوں۔ فرمایا تو ظل اللہ ہے اور میں تیرے زیر سایہ دعا گوئی میں مشغول ہوں۔ آپ کو تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں حتیٰ کہ شیخ صاحب جامع مسجد میں ہر جمعہ کو ادائے نماز کے لیے تشریف لے جاتے تھے اور بادشاہ بھی وہاں آتا تھا لیکن بغیر اجازت ملاقات نہ کی تاکہ آداب کی حد سے تجاوز نہ ہو۔ ایک دن شیخ تدریس میں مشغول تھے اور آپ کی خدمت حضرت نظام الدین اورنگ آبادی اصول کی کوئی کتاب پڑھ رہے تھے۔ کہ شیخ مدنی کے وصال کے بعد ان کے دوستوں میں سے ایک شخص آیا جب اس کی نظر شاہ کلیم اللہ جہاناآبادی کے چہرہ مبارک پر پڑی تو گر پڑا اور بیہوش ہو گیا۔ جب وہ ہوش میں آیا تو ایک دوسرے سے ہمکنار ہوئے شیخ نظام الدین اس حالت کے معائنہ سے متحیر ہوئے اور پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ بھی ایک سبق ہے اور اس کا درس دوسرا ہے جب انہوں نے یہ بات سنی تو اس درس کا شوق ان کے دل میں اٹھ کھڑا ہوا حضرت شاہ کلیم اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کرنے لگے کہ مجھے بھی اس درس کا سبق دیا جائے۔ چنانچہ انہیں بیعت سے سرفراز فرما کر سبق خاص سے نوازا

گیا۔ تو وہ صاحبِ کمال ہو گئے حضرت شاہ صاحب نے انہیں اجازت دے کر اورنگ آباد روانہ کر دیا جب وہاں پہنچے تو ان سے کمال درجہ کا جذب ظاہر ہونے لگا تھا۔ وابستگان شیخ میں کوئی بھی ایسا نہیں جو اس ذکر اور فکر سے غافل ہو۔

ف

بندہ پہلی ماہ صفر کو حضرت قبلہ کونین کی خدمت میں حاضر تھا آپ نے فرمایا کہ حضرت معشوق اللہ شیخ یحییٰ مدنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھانجا جن کا نام فرح تھا نصف رات کو پانی کے حوض میں کھڑے ہو جاتے اور چوبیس ہزار بار یا اللہ پڑھتے تھے جس کی وجہ سے اُن پر اس قدر جذب پیدا ہوا کہ بیان میں نہیں آ سکتا۔

ف

سترہ محرم الحرام کی رات کو میں حضرت کی خدمت بابرکت میں حاضر تھا۔ آپ نے فرمایا حضرت سلطان المشائخ کا ایک مرید کئی سال تک اپنے شیخ کے فیض صحبت سے بہرہ اندوز ہوتا رہا جب اس کا سلوک تمام ہوا تو مرخص ہو کر اپنے وطن جانے لگا۔ رخصت کرتے وقت حضرت نے اس سے فرمایا کہ علم کیمیا سے بھی ایک عمل سیکھتے جاؤ اس نے عرض کیا جب آپ نے اس عاجز کو اللہ کا نام عنایت کیا ہے تو پھر مجھے کسی اور چیز کی کیا ضرورت ہے

حضرت سلطان المشائخ نے خاموشی اختیار فرماتے ہوئے اُسے رخصت فرما دیا اتفاق ایسا
ہوا کہ وہ صادق الاعتقاد جب وطن میں پہنچا تو جاتے ہی اس کی شادی ہو گئی۔ ظاہرہ
ضروریات اس قدر بڑھیں کہ اس کی طبیعت میں پریشانی و پراگندگی پیدا ہو گئی۔
اُس وقت اُسے شیخ کا فرمودہ یاد آیا اور خیال کیا کہ واقعی شیخ کے فرمان میں حکمت
تھی ایک دوسرے شخص کو سلطان المشائخ کی خدمتِ عالیہ میں بھیج کر اپنی کوتاہی کی
معذرت چاہی اور تائب ہوا۔ حضرت نے کیمیا کا نسخہ لکھ کر اُس شخص کے ہاتھ بھجوایا۔
وہ شخص بہت خوش ہوا کہ مجھے بھی کسی کے طفیل نسخہ ہاتھ لگ گیا۔ اور مرید صادق
کے ہاں آکر نسخہ کیمیا پہنچا دیا۔ عمل میں لایا گیا تو درست ثابت ہوا۔ لیکن نسخہ لانے والے
شخص سے وہ عمل باوجود کوشش کے بھی نہ ہو سکا۔ کیونکہ اُسے اجازت نہ دی گئی تھی
جب اس نقل سے قبلہ عالم رضی اللہ تعالےٰ عنہ فارغ ہوئے تو زبانِ دُرفشاں سے یہ
شعر پڑھا ؎

بمی سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید
کہ سالک بے خبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

ف مولوی حافظ یار محمد ساکن داؤد وچال جو کہ قبلہ عالم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے

دوستوں میں سے تھے انہوں نے روایتاً بیان کیا ہے کہ ایک دن حضرت قبلۂ عالم رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ جس وقت میں دہلی شریف میں حضرت مولوی صاحب کی خدمتِ عالیہ میں حاضر تھا تو حضرت مولوی صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہاں دہلی اور کہاں پاکپتن پروردگار عالم کی قدرت دیکھو کہ مجھے دکن سے بلایا گیا اور تجھے پاکپتن سے بعدہٗ آپ نے یہ شعر پڑھا۔

حسن ز بصرہ بلال از حبش صہیب از روم
ز خاک مکہ ابوجہل ایں چہ بوالعجبیست

ننگ اسلاف

اختر عفی عنہ
الٰہ آبادی

ہماری دوسری تصانیف

فقرِ فرید:۔ اس مجموعہ میں خواجہ غلام فریدؒ چاچڑانی اور ان کے بزرگان و خاندان کے حالاتِ زندگی و کمالاتِ روحانی بیان کئے گئے ہیں اور کلام پر سیر حاصل تبصرہ موجود ہے۔

قیمت تین روپے سے کم کر کے دو روپے کر دی گئی ہے

صلہ وفا:۔ یہ مختصر سا کتابچہ حسن بصریؒ بلال حبشیؓ اور صہیب رومیؓ کے روح پرور فضائل و محاسن پر مشتمل ہے جن سے کیفِ عشق بھی ملتا ہے اور سوزِ زندگی بھی۔

(زیرِ طباعت ہے)

(مطبوعہ استقلال پریس لاہور)

خلاصۃ الفوائد

ملفوظات

حضرت خواجہ نور محمد رحمۃ اللہ علیہ مہاروی قبلہ عالم

مرتبہ و مؤلفہ
حکیم محمد عمر مرحوم

ترجمہ
محمد بشیر اختر

اللہ آباد — بہاولپور ڈویژن ڈسٹرکٹ رحیم یار خاں

قیمت:۔ دو روپے پچاس پیسے